نہ کیوں نام اخبار کا ہو مدینہ
پئے امت آلِ محمد سفینہ
مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ



مدینہ ہو زینت نور سینہ
نجوم ہدایت ہیں اصحاب حضرت
یہ ہے خاتم دل پہ نقش نگینہ

ہفتہ وار اخبار

مدینہ کا اخبار پڑھ کے نقشہ شبیہ ریاض جناں کھینچتے ہیں

مدینہ

انا | العلم

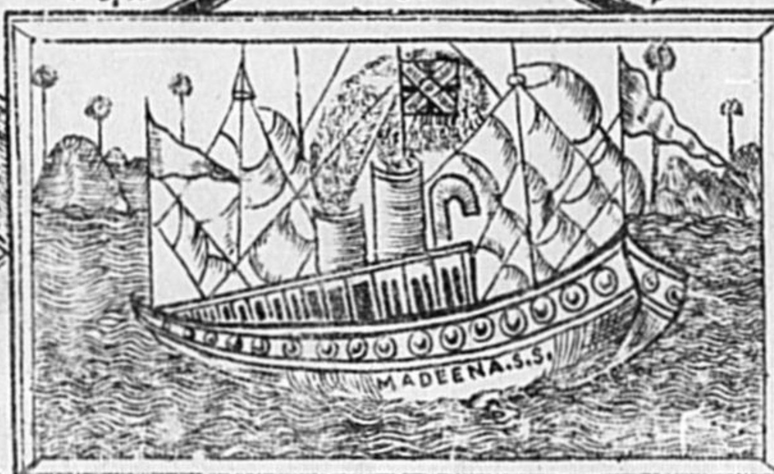
جہاز شہنشاہ ہے وہ سفینہ
کہ جو ہے جسکا نام مبارک مدینہ

سب اڈیٹر
ملک الکلام قوی زمرد رقم
امروہی

اڈیٹر
مولوی سید نور الحسن ذہین
کرت پوری

نمبر مسلسل

جلد اول



MADEENA

باہتمام جناب مولوی مجید حسن صاحب مہتمم پروپرائٹر اخبار ہذا و منیجر اخبار صحیفہ بجنور اردو زبان میں اعلی مضامین کیساتھ ... مدینہ پریس بجنور میں ... بتاریخ ۲۲-۱۵-۸ ... شائع ہوا

تمام خطوکتابت اور ترسیل زر بنام مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار ہذا کیجائے

یہ ہفتہ وار اخبار ملک کا رفیق قوم کا جاں نثار گورنمنٹ کا سچا وفادار خدمتگذار پولیٹیکل سوشل مضامین کا خوشنما گلزار علمی معلومات کا مخزن اور خبروں کا خزانہ ہے

اخبار مدینہ کی سالانہ قیمت

حسب ذیل ہمیشہ پیشگی لی جائیگی بلکہ نہایت بہتر ہوگا کہ خریدار مہربانی فرماکر اپنی قیمت بذریعہ منی آرڈر دفتر میں بھیجدیں ✤

باشندگان بجنور سے	دو روپیہ	تمام بیرونی خریداروں سے	تین روپیہ
طلبا اور انجمنوں سے	ڈھائی روپیہ	زمینداران مالگزاران متوسط سے	چار روپیہ
حکام نمائی مقام سے	پانچ روپیہ	اعلیٰ زمینداروں سے	چھ روپیہ
جاگیرداروں تعلقداروں سے	سات روپیہ	روسا عظام سے	بارہ روپیہ

ممالک غیر سوائے ہندوستان کے ہر مد میں اکروپیہ محصول ڈاک زیادہ لیا جائیگا

نرخنامہ اشتہارات جو اخبار مدینہ میں چھاپی جائیں

تعداد کالم	اکبار	اکماہ	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نیز جو مضامین قابل اندراج نہ ہونگے وہ واپس بھی نہ کیئے جائینگے لہذا لازم ہے کہ مضمون نگار اپنے مضمون کی ایک نقل اپنے پاس محفوظ رکھیں۔

(۹) نامہ نگار اور کارسپانڈنس کا نام بشرط ہدایت محفوظ رہے گا اور بشرط اجازت درج اخبار کیا جائیگا ✤

(۱۰) بیرنگ خط نہ دفتر میں وصول کیا جائیگا اور نہ دفتر سے کسی کے نام روانہ کیا جائیگا یہ سلسلہ بالکل مفقود ہے ✤

(۱۱) صرف اخبار واپس کردینے سے اخبار بند نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اسوقت تک کا کل حساب بیباق نکردیا جائے ورنہ جب تک حساب باقی رہے گا وہ اخبار کے خریدار اور قیمت ادا کرنے کے مستحق تصور ہونگے

(۱۲) نمونہ ملاحظہ فرمانے کے بعد فوراً خریداری کی منظوری یا نامنظوری سے دفتر کو مطلع فرمانا چاہیئے ورنہ وہ خریدار متصور کیے جائینگے اور دوسرا پرچہ بھیجکر تیسرا پرچہ انکے نام قیمت طلب روانہ کیا جائیگا

(۱۳) مضامین مفید عام بلاکسی اجرت کے درج اخبار کیے جائینگے۔

قواعد و ضوابط مقررہ

(۱) اخبار مدینہ کے نمونہ کا پرچہ اکٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا

(۲) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

(۳) لائق نامہ نگاروں کو اخبار مدینہ بلا قیمت نذر کیا جائیگا

(۴) بعض اسلامی مدارس کو جو منیجر کے نزدیک مخصوص ہو چکے ہیں اخبار مدینہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اور انشاءاللہ تعالی ہمیشہ بھیجا جائیگا۔

(۵) اپنا اسم گرامی مع عہدہ و پتہ وغیرہ صاف خوشخط اور صحیح تحریر فرمانا چاہیئے۔ نیز تبدیل پتہ سے بھی فوراً دفتر کو اطلاع دینا لازم ہے

(۶) خریدار ونکو اپنے گرامی نامہ میں اپنے اخبار کے پتہ کی چٹ کا ضرور نمبر لکھنا چاہیئے تاکہ تعمیل ارشاد میں سہولت ہو۔

(۷) اگر کسی ہفتہ کا اخبار کسی وجہ سے نہ پہونچے تو ایک ہفتہ کے انتظار کے بعد دفتر کو اطلاع دیکر وہ پرچہ طلب فرمالینا چاہیئے دوبارہ نذر کیا جائیگا

(۸) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط ضرورت ترمیم و اصلاح کرکے درج اخبار ہونگے

اخبار
مدینہ
بجنور
جلد ۱ نمبر ۱ مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۱۲ء روز چہارشنبہ

مناجات بجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از فکر فطین ابو الاذکیا ابن ثامن محمد نور الحسن ذہین کرتپوری
اڈیٹر اخبار مدینہ بجنور

بطور مسدس بر نظم جامی علیہ الرحمہ

بیا بنگر حبیب ربِ اکرم   کہ در ہجر تو گشتہ پشتہا خم
جگر درہم شد و دل گشت بہ ہم   بنہ بر ریشہائے سینہ مرہم
زمہجوری بر آمد جان عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

طبیب روح ما سوئیم نظر کن   تو درمان دل و زخم جگر کن
ز مژگان مبارک نیشتر کن   زدلہا حسرت و ارماں بدر کن
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

بدیدار تو شد بے تاب ہر دل   بہ شوقت طائر جاں ہست بسمل
ز سینہ رفت دل گشتیم بے دل   بپا شد شور نالہ چوں عنادل
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

پئے نظارۂ گلزار رویت   ہجوم عاشقاں گشتہ بکویت
ستادہ صف بصف در آرزویت   بصد حسرت ہمیں نگرند سویت
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

بہ ہجرت تا کجا نا آرمیدن   کہ ہر روز ہست در نالہ کشیدن
بہ شبہا در فراق تو تپیدن   ہمہ خواہد ساخت روئے تو ندیدن
شب اندوہ ما را روز گرداں
ز رویت روز ما فیروز گرداں

بہ رضواں گو کہ آید در مدینہ   ز ملبوس تو بکشاید خزینہ
بہ کشتی بیش سازد با قرینہ   شود یثرب ز نورت طور سینہ
بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ
بہ سر بربند کافوری عمامہ

بفرما حکم حوران جناں را   پئے مشاطگی آرند شان را
کہ آرایند ایں سنبل ستاں را   معطر ساز دشت و بوستاں را
فرود آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سرو رواں را

بہ حسرت گردم بہ ما رنگیں ادا کن   دل ما را فدائے نقش پا کن
بیا و درد فرقت را دوا کن   میان عاشقاں محشر بپا کن
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

ز عشق تست تابستاں زمستاں   ز نور تو منور ہر شبستاں
بیا و سیر فرما در گلستاں   دمیدہ ہر روش یک نرگستاں
جہاں دیدہ کردہ فرش راہند
چو فرش اقبال پابوس تو خواہند

نبی امی ابی امی فدایت   دل و جانم نثار خاک پایت
ہجوم امتاں شد در سرایت   تو از رحمت نمائی تازہ آیت
ز حجرہ پائے در صحن حرم نہ
بہ فرش خاک رہ بوساں قدم نہ

بحسن و ناز و انداز برآئی   خراماں شو بشان دلربائی
ز شمع روئے روشن گر نمائی   بہ دیدارت شود مشکل کشائی
بدہ دستے زپا افتادگاں را
بکن دلداری دلدادگاں را

بہ بیں تاریکی روز سیاہم   بہ ہجرت شام غم شد صبحگاہم
نہ سوز د عالمے از برق آہم   پناہم دہ تو اے عصیاں پناہم
اگرچہ غرق دریائے گناہم
فتادہ خشک لب برخاک راہم

بیا اے سرور خوبان عالم   بلند از حسن تو شد شان عالم
مدد فرما مدد سلطان عالم   کہ بر لب ہا رسیدہ جان عالم
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی برحال لب خشکاں نگاہے

خوشا بختے بہ یثرب رہ گرفتیم   گہے ماندیم در رہ گہہ گرفتیم
کہ غربت در ہوائے شہ گرفتیم   چو ذرہ نور مہر و مہ گرفتیم
خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم

خوشا وقتے کہ بد باب حرم وا   سر آمد غربتم بر باب تو با
بر آمد ثمرۂ محنت در آنجا   دو دیدم ساختہ از چشم و سر پا
بہ مسجد سجدۂ شکرانہ کردیم
چراغت را ز جاں پروانہ کردیم

نظر بر قبلۂ گیہاں کشودم   طواف کعبۂ ایماں نمودم
چو شد بر شبکۂ روضہ ورودم   زباں ہر موئے تن شد با دردم
بہ گرد روضات گشتیم گستاخ
دلم چوں پنجرۂ سوراخ سوراخ

ز آہے یک جہاں مندوب کردم   زمانے را پر از آشوب کردم
ز مژگانہائے خود جاروب کردم   بہ صحن پاک جنت وروب کردم
زدیم از اشک ابر چشم بجز آب
حریم آستان روضات آب

گہے در عشق تو محمود حامد   بہ نعلین کساں گشتیم ساجد
گہے از باب رحمت تا بہ مسجد   گہے بر صفۂ اصحاب زاہد
گہے رفتیم زاں ساعت غبارے
گہے چیدیم زو خاشاک خارے

غبار کاں کہ از مشک است بہتر   بر او سارا نثار آورد عنبر
حذف ہائش درخشاں لعل و گوہر   ز ہر یک شد دوائے قلب مضطر
از آن نور سواد دیدہ دادیم
وزیں بر ریش دل مرہم نہادیم

بہ زردیٔ رخ و سوز دل خویش   بہ چشم خونفشاں و سینۂ ریش
حدیث بینا قبری داشتہ پیش   فضا بیت از ریاض خلد بد بیشتر
بہ سوئے منبرت رہ بر گرفتیم
ز چہرہ پایہ ات در زر گرفتیم

ز روضہ تا بہ منبر رہ نوردیم   بہ گلزار جناں گلگشت کردیم
کہ مالا مال از گلہائے وردیم   چو بلبل بانوائے سوز و دردیم
ز محرابت بہ سجدہ کام جستیم
قدم گاہت بہ خون دیدہ شستیم

بہ یاد قد تو اے سرو قامت   مؤذن گفت قد قامت قیامت
نماز عاشقاں شد با جماعت   بہ استادیم ما در اہل سنت
بپائے ہر ستوں قد راست کردیم
مقام راستاں درخواست کردیم

چو در عشق تو اے امت پناہی   ز سوز دل بر آوردیم آہے
تو فرمائی بہ سوئے ما نگاہی   بہ قربان نگاہت گاہے گاہے
ز داغ آرزویت با دل خوش
زدیم از دل بہر قندیل آتش

پناہ امتا بنگر بہ سویم   بکن ار لوث عصیاں شست و شویم
در رحمت کشا از حق بردیم   نگہ داری بہ محشر آبرویم
بجود درماندہ ام از نفس خود رائے
ہمیں درماندۂ چندیں ببخشائے

بہ عشق تو چو از خود درگذشتیم   ز قید این و آن آزاد گشتیم
مکان و لامکاں را در نوشتیم   مدینہ پیش ما و ما بہ شتیم
کنوں در تن بخاک آں حرمیست
بحمد اللہ کہ جاں آنجا مقیم ست

حبیب حق پئے امداد برخیز   بہ من از نفس شد بیداد برخیز
ہجوم آمدہ ناشاد برخیز   بیا شد بر درت فریاد برخیز
اگر نبود چو لطفت دستیارے
ز ما ہرگز نیاید ہیچ کارے

(باقی آئندہ)

ناظرین اخبار مدینہ کو

سیرِ مدینہ

مُبارک ہو

پیارے ناظرین۔ آج اس اخبار کی لوح پر مدینۂ منورہ کا دلکش نقشہ ثبت کیا گیا ہے جو انشاء اللہ تعالےٰ ہمیشہ ناظرین کی کرم نظر سے گذرتا رہے گا نیز ایک مضمون صفحہ ۶ سے صفحہ سات تک بحالات حریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درج کیا گیا ہے جو ایک معتبر سفرنامہ سے مقتبس ہے اُس مضمون میں ایک خاص امر ناظرین کی نظر سے گذرے گا جسپر اعتراضی نگاہیں پڑینگی۔ بعض جابر بادشاہوں اور وہابیوں کی دست برد سے روضۂ مطہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب آرائش بارہا تلف کیا جا چکا ہے اور خوش عقیدہ بادشاہوں نے اس کے بعض حصے خرید کر پھر روضۂ حضور میں پیش کیے عبد الوہاب نجدی و دیگر وہابیوں نے اس بنا پر ان اشیاء پر اسلیے دست درازی کی تھی جو حقیقتاً اُن کو مناسب نہ تھی۔ حدیث سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں اس امر کی جا بجا ہدایت ہے کہ قبروں کو سجایا نہ جائے۔ وہابیوں کے ذہن میں یہ گذری کہ اس حدیث کی تعمیل کم سے کم یہ تو ہونی چاہیے کہ قائل حدیث محبوب خدا کا مزار مبارک اس آرائش سے محفوظ رہے۔

گر یہ اُن کی بڑی بھاری غلطی تھی اسوجہ سے کہ جب کسی قبر پر یہ گچ کر دی گئی ہو یا وہ قبر اسباب آرائش سے مکلل و مزین ہو چکی ہو تو اس صورت میں اُسکو تاراج کرنا سخت بے ادبی ہے گو بحیثیت قواعد اصول ہو رد ملامت نہ ٹھہریں۔ مگر وہ ادب جس کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوں اُس کا نگاہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا تتخذوا قبری عیداً فرمایا ہے۔ مگر اُس کی تعمیل کی یہ صورت ہرگز نہیں جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم ۔ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم ۔ نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھسے کم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اُسکا اور ایلچی بھی

لفظ ایلچی رسول کا ترجمہ کہیں نہیں لیا۔ یہاں اُس صاحب رسالت کو ایسے محقر لفظ سے تعبیر کرنا بھی غلطی ہے۔ قرآن شریف میں لقد جاءکم رسول من انفسکم آیا ہے اور دوسری جگہ قل انما انا بشر مثلکم فرمایا ہے لیکن اُس کے بعد یوحیٰ الیّ بھی اُسی آیت کریمہ کا ایک جزو ہے۔ ہر بندہ دنیا و دین کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ سلطان وقت اور اُسکے نائب اور وزرا اور ادنیٰ رعایا کسی طرح مساوات نہیں رکھ سکتے + تو اس صورت میں حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات کا لحاظ رکھنا ضروری تھا۔ گو حضرت کی شان عالی کے واسطے اس قسم کے زر و جواہر اور آرائش کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہمارے خلوص دلی کا ثبوت اُنہیں جواہرات کی چمک سے جو روضۂ مبارک میں روشنی دے رہے ہیں چمک دمک کے ساتھ آشکار ہوتا ہے لہذا ایسے بے ادبی سے احتراز کی حاجت لازمی امر ہے اور بیشک محترز ہونا چاہیے۔ گو عقیدتاً کوئی شرعی گناہ مرتب نہ ہوتا ہو مگر سوء ادب ضرور ہے جس کا نتیجہ صاحب ادب کے خیال میں قیامت کے روز بہتر نہ ہوگا اب جسطرح ہمنے ناظرین کو سیر اخبار مدینہ دکھائی ہے اُسی طرح دعا ہے کہ ہمارے ناظرین اسلام کو خدا شہر مدینہ کی سیر دکھائے۔

آمین ۔ آمین ۔ آمین

نیاز مند مجید حسن پروپرائٹر اخبار مدینہ و اڈیٹر و مینجر اخبار تحفہ بجنور عفی عنہ

جنگ اِٹلی و ٹرکی

جب سے طرابلس کی زمین پر میدان کارزار گرم ہوا ہے دونوں جانب سے فریقین یہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے نقصان کو چھپائیں اور نمایشی فتح و ظفر اہل ملک کے سامنے پیش کریں۔ افسوسناک یہ امر ہے کہ سلاطین کے سوا تمام ممالک کے باشندوں کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے اور اس کوشش میں گورنمنٹ اطالیہ سب سے زیادہ حصہ لے رہی ہے تار کی خبریں روئٹہ الکبرے سے اکثر غلط آتی ہیں۔ جب اخباروں میں نامہ نگاروں کے مضامین شایع ہوتے ہیں تو کچھ مبالغہ آمیز اصلیت کا پتہ چلتا ہے۔ ہفتہ مختتمہ میں بحوالہ قاہرہ کے ایک تار روئٹہ الکبرے سے شایع ہوا جسمیں انور بے کی وفات مشتہر کیگئی ہے۔ دوسرے ہی دن اُس کی تردید کے تار موصول ہوئے گر وہ بھی مستیقن نہیں کیونکہ ہر خبر میں صدق و کذب کا احتمال موجود ہوتا ہے۔ مگر اس نئی روشنی کے زمانہ میں ایسی اندھیر کیوں ملک کی آنکھو نپر ڈالی جاتی ہے؟

یورپ جو تہذیب کا مدعی ہے اٹلی بھی اُسی کا ایک جزو ہے تو کیا اُسکے نزدیک سولزیشن اسی کو کہتے ہیں۔ کہ سچ اور جھوٹ میں کچھ بھی امتیاز نہیں رکھتا۔ افسوس ہے کہ اگر فریقین کی اور اُن کی خبر رسانی کی یہی حالت رہی تو کسی واقعہ اور خبر کے صحیح یا غلط خیال کرنے میں دُنیا کو بڑی مصیبت واقع ہوگی۔

روس و ایران

ملک کی حکمت عملی میں تمام سلاطین اس امر کے مدعی ہیں کہ عہدنامے اُستوار ہوتے ہیں اور تمام معاہدوں کی پابندی کی جاتی ہے۔ لیکن ضعیف ممالک کے مقابلہ میں عہدنامے کوئی چیز نہیں ہیں۔ ایران کی آزادی جو اسوقت سلب کی جارہی ہے یہ شکست عہد گی نہیں کی جانب سے ایک ادنےٰ نظیر ہے تبریز اور مشہد میں گورنمنٹ روس نے جو مظالم کیے وہ خود ہی اپنی مثال ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مالک ملک وہی قوم ہوتی ہے جس کے ہاتھ میں شمشیر تیز ہو۔ مگر مہذب قومیں اپنے عہد و پیمان کی ضرور پابندی کرتی ہیں ورنہ بادشاہوں کو عوام پر کیا فوقیت حاصل ہو سکتی ہے اس امر میں اسلام جسقدر فخر و مباہات کرے اُسکو مناسب اور زیبا ہے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر تا زمانہ حال تمام عہد و پیمان سلاطین سلامیہ کی طرف سے مضبوطی کے ساتھ نباہے گئے۔ باوجود نقصانات کے کبھی شکست عہد عمل میں لانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ کیا یہ امر قابل شرم نہیں کہ زبردست کے مقابلے میں تمام قول و قرار واثق رہیں اور ضعیفوں کے مقابلہ میں شکست کر دیے جائیں۔ جس کی نظیر مملکت روس اور ایران کے معاملات ہی نہیں بلکہ ہمیشہ روس کے عہد و پیمان کسی ضعیف کے مقابلے میں قایم نہیں رہتے۔

نعتیہ شاعری

غزل ازفکر ابوالصدق سید محمد لائق حسین صاحب قوی زمرد رقم امروہی سب اڈیٹر اخبار مدینہ

شگفتہ گلِ عزوشانِ نبیؐ ہے ۔ مرا دل نہیں بوستانِ نبیؐ ہے
زباں میری جسکو سمجھتا ہے عالم ۔ وہ اِک بلبل خوش بیانِ نبیؐ ہے
مری چشم گریان مرا قلب مضطر ۔ مکانِ نبی آستانِ نبیؐ ہے
مرا دل ہے ہر دم نثار پیمبر ۔ مری جانِ قربانِ شانِ نبیؐ ہے
زہے حشمت و جاہ و شان پیمبر ۔ کہ روح الامیں پاسبانِ نبیؐ ہے
الٰہی مدینے کی صورت دکھادے ۔ بہت اشتیاق مکان نبی ہے
قوی کیوں نہو اوج میرے سخن کو
خدا کی قسم داستانِ نبیؐ ہے

دیگر

مرا قلب مضطر نثار نبی ہے ۔ نہ کیوں ہو کہ شیدائے زار نبی ہے
عجب رنگ پر ہے گلستانِ ایماں ۔ بہار گلِ پُر بہار نبی ہے
ملک جن پری حور غلمان انسان ۔ ہر اک خادم و جان نثار نبی ہے
بھلا کس طرح بند ہو وقت آخر ۔ مری آنکھ میں انتظار نبی ہے
غلاموں کو بخشینگے گلزار جنت ۔ ازل سے یہ قول و قرار نبی ہے
نہ کیوں فوق ہو عرش اعظم پہ اُسکو ۔ کہ جس سرزمیں پر مزار نبی ہے
قوی کے سخن میں نہ کیوں لطف آئے
کہ جام مے خوشگوار نبی ہے

شکریہ اُن معاونین کا شکریہ نام بنام آیندہ ہفتہ میں درج مدینہ ہوگا جنھوں نے اسکی اشاعت میں کوشش فرمائی ہے۔

قرآن شریف کے اشتہاری نمونے

افسوس ہے کہ نئی تہذیب اور جدید روشنی کے زمانہ میں اسلام کے مدعی جو حقیقت میں نہایت بے ادب ثابت ہو رہے ہیں اپنی ذاتی منفعت کی غرض سے قرآن شریف کے اشتہارات میں آیات قرآنی بطور نمونہ لکھکر خریداران کلام ربانی پر اپنا مقناطیسی اور بے جا اثر ڈالتے ہیں قرآن کا ایک ایک حرف اور اوسکا ہر جزو برابر وقعت رکھتا ہے اور یکساں قابل تعظیم و ادب ہے جو ان اشتہارات کی بدولت نہایت بے ادبی کے ساتھ پریشان کیا جاتا ہے۔ کوئی صورت اوسکی حفاظت کی خیال میں نہیں آتی اگر قلمی لکھا ہوا ہو تو دھو کر پی لیا جائے۔ چھاپے کی سیاہی دھل بھی نہیں سکتی ہندو اور مسلمان مالکان مطابع سب یہ عمل کرتے ہیں کہ اجزائے قرآنی کو محض خوشنویسی کا نمونہ دکھانے کے واسطے اخباروں کے ساتھ اور مختلف طریقوں سے شائع کرتے ہیں۔ اس امر پر عام مسلمانوں کی توجہ مبذول ہونی چاہئے اور ہر صاحب اخبار کو یہ عملدرآمد ضروری ہے کہ اپنے اخباروں کے ساتھ ایسے نمونے اور ضمیمے نہ شائع کرے جنکی اشاعت سے ایمان کے ضعیف ہونے بلکہ سلب ہو جانے کا اندیشہ ہے نہ کم قدر اوس کی شیرازہ بکھر جانے سے ارکان کے۔

نہ افزوں رتبہ قرآن مجید اسے مجلد کا۔

صحیفہ کی گذشتہ اشاعت کے ساتھ ایک نمونہ قرآنی بہ حیثیت ضمیمہ امرتسری سوداگر کا شائع ہو چکا ہے جسکے متعلق کارخانہ نے وعدہ کر لیا تھا مگر یہ اطلاع نہ تھی کہ یہ ضمیمہ فرقان حمید کا ہے یہ بھی ہمارے ضعف ایمان کی دلیل ہے کہ اس وعدہ کو ایفا کیا آئندہ عہد واثق کرکے اطلاع دیتے ہیں کہ ایسا کوئی نمونہ صحیفہ اور مدینہ کے ساتھ شائع نہوگا۔

خطی نمونہ دکھانے کی ترکیب بحیثیت خوشنویسی اجزائے کلام الٰہی یہ ہے کہ عربی زبان کی کوئی علمی عبارت کتب ادبیہ انشائیہ یا صرف و نحو یا کسی تاریخی کتاب سے لیکر نمونہ چھاپ کر پبلک کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ ورنہ ہم اس کی فریاد گورنمنٹ کی حضور میں کریں گے جس سے کتب آسمانی کے متعلق انشاء اللہ کوئی قانون نافذ ہو جائیگا۔ اور قانون کا نفاذ ملک کو تنگی میں مبتلا کر دیگا مسلمانو کلام الٰہی کی وقعت کرو اور اوس کے ساتھ بے ادبی کرنے کو کسب معیشت کا ذریعہ نہ ٹھہراؤ لا یمسہ الا المطہرون جس کی شان میں وارد ہے۔

اخبار مدینہ کی وجہ تسمیہ

ہمنے دربار دہلی کے منعقد ہونے کے زمانہ میں یہ [illegible] اور ارادہ کیا تھا کہ ایک اخبار اسلامی بیادگار کارونیشن دہلی شائع کریں۔ اس کے متعلق احباب اہل علم سے مشورے کئے گئے اسکے مقاصد اور نصب العین کے معاملہ میں مختلف آرا اور متفرق ناموں کی تجویزیں ہوئیں۔ مگر سب سے بہتر مولوی مجید حسن مالک اخبار کے ایک عزیز محمد یٰسین نے یہ رائے دی کہ اس اخبار کا نام مدینہ رکھا جائے جو اسلامی حیثیت سے شہر مدینہ کے ساتھ وابستہ ہوگا۔ اور جہاز مدینہ جو شہنشاہ معظم حضور جارج پنجم دامت اقبالہ مرکب آبی زمانہ کارونیشن میں تھا اور بحیثیت مثنیہ لفظاً اور عدولاً اور ارتجالاً شہر مدینہ کے ساتھ مشترک تھا اوسکے نام کے ساتھ منسوب ہوگا۔ لہذا ہمنے اس اخبار کو لفظ مدینہ سے مسمے کرکے صاحب ضلع بہادر سے اجازت حاصل کی جنہوں نے بڑی مہربانی سے منظور فرمائی۔ یہ اخبار مدینہ کی منظوری بلا کسی قید کے حضور والاجناب مسٹر جی بی لمبرٹ صاحب بہادر کے حسن اخلاق اور بیدار مغزی کا خاص نمونہ ہے۔ لہذا یہ اخبار مدینہ جس میں حضور پیغمبر آخر الزمان کے مسکن و مدفن شہر مدینہ کے ساتھ تبرکاً مشترک الاسم ہو کر آج یکم مئی ۱۹۱۲ء سے شائع کیا جاتا ہے۔ جس نے اپنے وجود سے صحیفہ کو ہفتہ میں دو بار کر دیا ہے (یعنی ویکلی) ناظرین سے قدردانی کی امید کیجاتی ہے۔

ایڈیٹر

مبارکباد

(از سید نصیر حسن صاحب تشنہ امروہوی خوشنویس دفتر مدینہ بجنور)

اخبار مدینہ کی اشاعت ہو مبارک
صد شکر دعا ہو گئی مقبول ہماری
کس شان سے نکلا ہے یہ اخبار مدینہ
کب اسکی فضا گلشن فردوس سے کم ہے
ہر دل ہے کہ نقشہ ہے کسی نہر چمن کا
ہر نقطہ ہے تنویر نگہ یا گہر انجا کیا ہے
ہر دائرہ دکھلاتا ہے لطف خم کاکل
کیوں خوش نہو دل دیکھکے ہر سطر بیان کا
آئینۂ اخلاق و تمدن ہے مدینہ
اسلام کا حامی ہے مسلمانوں کا شیدا
گم گشتوں کا رہبر ہے یہ ہے یار و یاور
یہ ملک کی تصویر ہے منظر ہے جہاں کا
سرکار برطانیہ و دولت کا ہوا خواہ یہی ہے
نخوت سے تعصب سے خوشا ہے بری ہے
پھر کیوں نہ ہوں میر ذہین اسکے اڈیٹر
پھر اسمیں مضامین قوی جلوہ نما ہیں
مالک ہیں متین عاقل و یکتائے زمانہ
عزت میں جوان بخت ہیں ہمت میں جواں مرد
اللہ کرے جاہ و حشم اور زیادہ
کیا خوب ہے کیا خوب ہے اخبار مدینہ
ہو اسکا خریدار زمانہ دل و جاں سے

یہ ماہ یہ دن اور یہ ساعت ہو مبارک
یاور ہوئی ناصر ہوئی اب رحمت باری
شاداب ہمیشہ رہے گلزار مدینہ
ہمسے کوئی پوچھے تو یہی باغ ارم ہے
ہر نقطہ میں جلوہ ہے گل و برگ چمن کا
ہر ایک الف سرو گلستان سے سوا ہے
حرف اسکے ہیں گل اور خریدار ہیں بلبل
ہر سطر دکھاتی ہے مزا کاہ کشاں کا
گنجینۂ اخلاق و تمدن ہے مدینہ
ایمان ہے خود نام مبارک سے ہویدا
مطلوب مسلمانوں کا ناصر ہے یہ دلدار و دلبر
نقشہ یہ دکھا دیگا تمہیں کون و مکاں کا
اور دل سے ثنا خوان شہنشاہ یہی ہے
جو بات ہے وہ صاف ہے سچی ہے کھری ہے
عالم میں جو ہیں عالم بے مثل و سخنور
مشہور زمانہ میں جو فخر الشعرا ہیں
ہے جنکی لیاقت کا ہر اک لب پہ فسانہ
شوکت میں یگانہ ہیں تو ہیں حوصلہ میں فرد
دولت ہو فزوں لطف و کرم اور زیادہ
محبوب ہے سب کا محبوب ہے اخبار مدینہ
الفت ہو مدینہ کی سوا سارے جہاں سے

روشن رہے اے تشنہ اخبار کا اختر
پھیلائے ضیا اپنی زمانہ میں یہ گھر گھر
یہ بام ترقی کا ہے خوب زینہ
مبارک مبارک مبارک مدینہ

رفتار زمانہ

رقمزدہ ملک الکلام سید محمد لایق حسین صاحب قوی زمرد رقم سب اڈیٹر اخبار مدینہ

رنگ لایا ہے نرالا چرخ گردان آجکل
سو رہے ہیں خواب غفلت میں مسلمان آجکل
کچھ ترقی سے غرض انکو نہ عزت کا خیال
دولت و اقبال کے کب ہیں وہ خواہان آجکل
دیتا ہے اسلام حکم اتفاق و یکدلی
نام کو لیکن نہیں انمیں یہ سامان آجکل
گلشن اسلام میں باد خزاں کا دور ہے
بے گل و برگ و ثمر ہے نخل ایمان آجکل
مسجدوں میں اب کہاں اللہ اکبر کی صدا
خانقاہیں بھی نظر آتی ہیں ویران آجکل
اب کہاں تعلیم قرآں اب کہاں درس حدیث
پائنیر پر ٹائمز پر دل ہے قربان آجکل
اب کہاں ہے دعوت دین خدا و مصطفےٰ
ہاں ڈنر میں سیکڑوں ہوتے ہیں مہمان آجکل
اب کہاں ہے جلسۂ میلاد محبوب خدا
ہوتے ہیں ٹی پارٹی کے خوب سامان آجکل
اب کہاں ہے سر پہ عمامہ کہاں بر میں قبا
دوش پر کب ہیں عبائیں نو رافشان آجکل
کوٹ پتلون ٹائی کالر ہیٹ برجس بوٹ شو
ہے مسلمانوں کی عزت کا یہ سامان آجکل
اب کہاں صہبائے دین حق کا انکو ہے خمار
کیف ناجائز پہ جان و دل ہیں قربان آجکل
شمپین اکشا برانڈی شیری وہسکی اور رام
یہ نہوں تو خاک لطف زندگی ہاں آجکل
اب کہاں پردہ کہ اوسکی ہو چکی یہ وہ دری
ہاں مزے سے دیکھئے حسن حسیناں آجکل
پھر رہے ہیں قوم کے لیڈر بھی ابتر حال میں
سینہ سوزاں قلب بریاں چشم گریاں آجکل
اب کہاں ہے نام کو پابندی صوم و صلوٰۃ
ہو گئے آزاد دونوں سے مسلماں آجکل
کیوں یتیموں کی خبر لیں کیا غرض کیا فائدہ
کیوں غریبوں پر کریں الطاف و احسان آجکل
کیوں نکالیں اہل دولت مال سے اپنے زکوٰۃ
کیوں کریں بیٹھے بٹھائے اپنا نقصان آجکل
جسکو کہتے ہیں جہنم مذہبی دھمکی ہے وہ
وہم سے بھی ہے زیادہ باغ رضوان آجکل
خوف مرقد محض محشر کا خطر بے فائدہ
اصل میں کچھ بھی نہیں یہ راز پنہاں آجکل
جام ہوتے ہو سبو ہو ہاتھ میں دلبر کا ہاتھ
بس یہی ہے دین اپنا یہ ہی ایمان آجکل
واہ کیا تہذیب ہے اویو بلیڈی ڈیم فول
ہے انھیں الفاظ میں سب عزت و شان آجکل
المدد اے ناخدائے کشتی دین متیں
لایا ہے دریائے غفلت سخت طوفان آجکل
المدد اے خسرو اقلیم ایمان المدد
بے خبر ایمان سے ہیں اہل ایمان آجکل
المدد اے بانی اسلام سلطان عرب
دیکھئے اسلام کا حال پریشان آجکل
المدد اے خالق ہر جن و انسان المدد
اک نگاہ لطف وجود و مہر و احسان آجکل
گر مدد بہر محمد مصطفےٰ اسلام کی
ہوش میں آجائیں سب غافل مسلمان آجکل

پھر وہی ہو رونق ایمان یا رب اے قوی
پھر نظر آئے وہ پہلا سا گلستان آجکل

ریویو

مسدس حج ہجر۔ یہ ۴۸ صفحہ کا رسالہ مولانا سید مجاہد حسین صاحب حجر امروہوی اڈیٹر اخبار اتحاد مراد آباد کی تصنیف کا عمدہ نمونہ ہے جو ہمارے پاس بغرض ریویو پہونچا ہے۔ اسمیں بچپن کا ناز و نعم۔ شباب کی امنگیں۔ جوانی کے ولولے۔ اور بڑھاپے کی حالت کا نقشہ نہایت خوبی کیساتھ دکھایا گیا ہے نیز بیجا افعال اور مذموم رسموں کی تصویر دکھا کر اونکے انسداد کی کوشش کیگئی ہے ہماری رائے میں ہر شخص کو جو اپنی زندگی کے دشوار گذار مرحلوں کو آسانی و آرام کے ساتھ طے کرنا چاہے ضرور اسکی ایک جلد خرید کر اوس سے عمدہ سبق حاصل

تہذیب اخلاق سے تصحیح عقائد اہم ہے

ہو الملہم والموفق

ف۱ إنَّ العقائدَ كُلَّها + أُسٌّ لِإسلامِ الفتی
إنْ ضاعَ أمرٌ واحدٌ + مِن بينِهِنَّ فقد غَوی

ہر علم ہر مذہب کی قوت وضعف کا مدار اُسکے اُصول اور کلیات پر ہونا ایسا مسلم مسئلہ ہے کہ عقلاً اور نقلاً اُسکا انکار نہیں ہوسکتا اور اسی لئے ہر امر کی تقویہ اور حفاظت کیواسطے اُسکے اُصول کی حفاظت و استحکام اول ضروری ہے کیونکہ جزئیات کا قوت اور ضعف اصول کی قوت وضعف پر موقوف ہوتا ہے اسی لئے اہل علم وفہم جب کسی مذہب کی قوت وضعف کو دریافت کرنا چاہینگے تو سب سے اول اُصول وعقائد پر نظر ڈالینگے اور اُنکے ملاحظہ کے بعد اُس مذہب پر قوت یا ضعف کا حکم لگانے کو اطمینان کے ساتھ آمادہ ہوجاویں گے۔

یہ بات کہ کیف ما اتفق کسی خاص جزئے کو دیکھکر کسی مذہب کی نسبت کوئی حکم کردینا اُنہیں کا کام ہے جو فہم کی کمزوری کے ساتھ انصاف سے بھی دور ہیں۔

مگر اصول وکلیات کی تحقیق چونکہ فروع و جزئیات کے سمجھنے سے دشوار ہے اسلئے اصول کی تحقیق بلکہ حسب ارشاد صادق ومصدوق ف۲ السؤال نصف العلم اصول پر موقع کا اعتراض اور خدشہ پیش کرنا بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ موقع کا خدشہ قابل قبول اہل علم وہی کرسکیگا جسکو کم سے کم اُن اصول کا آدھا علم تو ہو۔

بالجملہ جب اصول وعقائد کا عموماً یہ حال ہے تو اب مذہب اسلام کہ جسکا تمام مذاہب سے اعلیٰ اور مستحکم ہونا محقق ومسلم ہے اُسکے عقائد واصول کس درجہ مستحکم اور مضبوط اور غامض اور دقیق ہونے چاہئیں اور اسلام کی حفاظت کے لئے اُنکی حفاظت کسقدر اہم اور ضروری ہوگی۔ اہل عقل وانصاف خود انصاف کرلیں۔

جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ اسلام کے اصلی اصول اور ضروری عقائد نہایت پکے اور سچے چُست ودرست اور پاک وصاف ہونیکے ساتھ غامض اور لطیف بھی اسقدر ہیں کہ بجز اکابر اہلسنت اور مقتدایان اسلام جو کہ ارشاد ف۳ ما انا علیہ واصحابی کی پوری مصداق تھی دیگر فرق اسلام کے موجد اور مقتدا باوجود استعداد وعلوم بھی اُنکے کما حقہ سمجھنے سے قاصر رہے اور تھوڑی تھوڑی وہمی ضرورتوں اور چھوٹی چھوٹی عقلی خدشوں کے باعث طریق مستقیم سے اتنی دور جا پڑے کہ اصلی اسلام اور اتباع احکام وحی سے محروم ہوکے ضال اور مبتدع اور اہل اہوا وغیرہ خطابات کے مستحق ہوگئے۔ ف۴ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

محققین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُن اصول وعقائد کو خوب مدلل اور منقح کرلینے کے بعد پھر یہ کیا کہ جس عالم یا علامہ نے اُن اصول میں سے کسی ایک کا بھی خلاف کیا بے کھٹکے اُسکو زمرہ اہل اسلام اور جماعت اہل سنت سے اخراج کا حکم لگایا اور باوجود احتیاط بلیغ اور تحمل عظیم کے جو اُنکا مسلک تھا اصول اسلام میں خلاف کرنیوالوں کے ساتھ اُنھوں نے مساہلہ ف۱ اور مسامحہ سے ہرگز کام نہیں لیا اور اصول اسلام کی نہایت حزم واحتیاط سے حفاظت کرتے رہے۔

دیکھ لیجئے اہل اعتزال کی راس رئیس واصل بن عطا کو صرف اتنی بات پر کہ وہ ایمان وکفر کے درمیان واسطہ کا قائل ہوکر صاحب کبیرہ کو نہ مومن کہتا تھا نہ کافر۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ف۲ اعتزل عنا فرماکر جماعت اہل سنت سے نکل جانیکا حکم لگا دیا۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہ نصوص میں مصرح موجود ہے۔ نہ قطعی الثبوت البتہ یہ ضرور ہے کہ اُسکا یہ ایجاد ارشاد سلف صالحین کے بیشک خلاف تھا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت حسن رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے جیسا یہ معلوم ہوا کہ اصول اسلام نہایت قابل حفاظت واہتمام ہیں ویسا ہی اُنکے فہم کا غایر اور اُنکی نظر کا صایب ہونا بھی اہل فہم کو معلوم ہوگیا چنانچہ معتزلہ نے اسکے بعد امور قطعیہ اور منصوصہ اور مجمع علیہا کا انکار کرکے اپنی حالت پوری ظاہر کردی۔ کسی نے سچ فرمایا ہے کہ۔ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا۔

اسی وجہ سے جملہ علمائے اہل اسلام نے عقائد کا اہتمام اور اُنمیں تنگی اور تشدد اسقدر فرمایا کہ اعمال کے اہتمام وتشدد سے بدرجہا زاید ہے۔ جزاہم اللہ عنا۔ تعدد مذاہب اور اختلاف فرق کا بڑا منشا یہی اصول وعقاید کا اختلاف قرار دیا گیا جس سے بالبداہتہ معلوم ہوگیا کہ عقاید اصلیہ قطعیہ اسلامیہ میں سے ایک امر کا منکر یا مخالف بھی اہل سنت وجماعت میں کوئی داخل نہیں رہ سکتا۔ ہاں اسکا کوئی علاج نہیں کہ کوئی یہ کہنے لگے قاضی نے تو ہمکو بہت ہرایا مگر ہم ہارے ہی نہیں۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جملہ اہل اہوا میں معتزلہ سب کے سب غنیمت نظر آتے ہیں اور فنون عقلیہ اور استعداد علمی میں بھی آپ ہی فائق ہیں۔ ادھر اُنکے اقوال کے دیکھنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُنکو اپنی اختراعات اور اہلسنت کی مخالفت سے صرف یہی مقصود نہیں کہ کسی طرح قیود اسلام سے سبکدوش ہوکر آزادی حاصل کریں کیونکہ اُنھوں نے تو متعدد مواقع میں اسقدر تشدد اور تنگی سے کام لیا ہے کہ اہلسنت نے بھی اُنکو جائز نہیں سمجھا مثلاً تارک صلوٰۃ جو ایک وقت کی بھی نماز ترک کردے یا سودخوار یا شراب نوش یا مرتشی ف۳ وغیرہ مرتکب کبیرہ کو علی العموم ایمان سے بے نصیب مغفرت سے محروم بتلاتے ہیں اور ایک گناہ کبیرہ کر لینے کے بعد اُس شخص کے تمام صغایر کو بھی ہمرنگ وہمسنگ کبایر سمجھتے ہیں وغیر ذلک۔

جنکے دیکھنے سے بے تامل یہ معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ نے پابندی اعمال شرعیہ کو اہل سنت سے بھی زیادہ مضبوطی کیساتھ پکڑنا چاہا اور اُسکے دائرہ کو بہت تنگ کرنے کے درپے ہوئے اور دین میں بے قیدی اور مطلق العنانی کے ذرا بھی روادار ہونے سے محترز رہنے کی کوشش کی۔

مگر باوجود اس امتیاز علمی وعملی کے جو فرقہ معتزلہ کو دوسرے فرقہ باطلہ پر حاصل ہے صرف اتنی بات پر کہ معتزلہ نے نصوص شرعیہ کا محمل فلسفہ اور عقلیات کو سامنے رکھکر متعین کرنا چاہا اور احکام خداوندی کا مطلب اپنی عقلی خوشرنگ عینک سے دیکھنا پسند کیا ایسے عمیق گڑھے میں جا پڑے کہ جس سے نکلنا محال اور اُنکی طاقت سے خارج ہوگیا۔ اور اُسی عینک کی بدولت وہ عمیق وتاریک گڑھا اُنکو اوج فلک اور معراج کمال محسوس ہو رہا ہے جو لا علاج بات ہے اور اتنی دور پہنچگئے کہ ارشاد رسول علیہ السلام ف۱ صنفان من اُمتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ اور تہدید ف۲ یکون فی امتی خسف ومسخ وذلک فی المکذبین بالقدر اور تخویف ف۳ القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ کی کڑک اور دوشنی بھی نہ سن سکے ف۴ الحذر الحذر

اب ہم اہل فہم وانصاف سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص نہ اکابر معتزلہ کے برابر فنون وعلوم عقلیہ کا ماہر ہے نہ اپنی آزادی کے مقابلہ میں حدود وقیود شرعیہ کو پسند کرسکتا ہے۔ اسپر نہ عقل کامل نہ فہم صایب اگر ایسا شخص اپنی فلسفیانہ خیالات کو امام بناکر اسلام کے عقائد اصلیہ قطعیہ غامضہ کو خیالات مذکورہ کے تابع بنانے میں سعی کرے اور نصوص صریحہ قطعیہ کو اکابر سلف کے خلاف اُن خیالات کے موافق کرنے میں کوشش کرے تو اُسکا حشر کیا ہوگا۔ اور متبعان نصوص اور پیروان سلف صالحین کے ذمہ ایسے امور کی جوابدہی کس حدتک ضروری ہوگی اور ایسے شخص کی نسبت کیا کُچھ کیا جائیگا۔

بالیقین ایسا شخص معتزلہ سے بھی پستی میں اتنی دور جا پڑیگا کہ جسقدر معتزلہ اہل حق سے یا اس سے بھی زیادہ۔

حضرات کیا اسلام افضل الادیان کے اصول وعقائد اصلیہ قطعیہ موم کی ناک ہیں کہ جسکا جی جدھر کو چاہے موڑ توڑ لے۔ اور کیا اسلام کے وہ پاک اور سچے اصول جنکو اصلی قطعی ضروری مجمع علیہا ہونیکا لقب مل چکا ہے اور آیات کثیرہ اور احادیث متعددہ میں صاف صاف مذکور ہیں اور جنکے منکر ومخالف کو ہمارے سلف وخلف اسلام سے اخراج کا حکم لگا چکے ہیں۔ آج اُنمیں کوئی معمولی یا غیر معمولی آدمی اپنے کسی جزوی خیال اور وہمی استدلال سے تغیر تبدل رد وانکار کا مختار ہے اور ایسا کرنیکے بعد کیا وہ شخص اسلام میں داخل اور زمرہ اہل سنت میں شمار ہوسکتا ہے۔ داد داد۔ فریاد فریاد۔

(راقم آثم)

ف۱ میری امت کے دو فرقوں کو اسلام سے کچھہ حصہ نہیں ایک مرجیہ دوسرا قدریہ ۱۲
ف۲ میری اُمت میں خسف اور مسخ (یعنی زمین میں دھنسنے اور صورتیں بگڑنے کا عذاب) ہوگا اور یہ اُن لوگوں پر آویگا جو تقدیر کو نہیں مانتے ۱۲
ف۳ فرقہ قدریہ گویا اس اُمت کے مجوسی ہیں ۱۲۔
ف۴ بچتے رہنا۔ بچتے رہنا ۱۲

ف۱ نرمی اور ڈھیل ۱۲ ف۲ ہمسے علیحدہ ہوگیا۔ اُسوقت سے اس فرقہ کا لقب معتزلہ ہوا ۱۲ ف۳ رشوتخوار ۱۲

ف۵ یا ہر دو عقائد ... [illegible]

منقولات

حرم نبوی صلعم

سرزمین حجاز کا وہ مقدس شہر جو مدینہ یا مدینۃ النبی صلعم کے نام سے موصوف ہے۔ اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے آج دنیا میں سیکڑوں مذاہب ہیں لیکن کوئی مذہب کی وہ یادگاریں نہیں پیش کر سکتا جو اسلام پیش کر سکتا ہے۔ اسلام اپنے پیغمبر صلعم کا شہد مبارک مسکن مطہر معبد مقدس اپنی زندگی کی زندہ علامت رکھتا ہے۔ کوئی دوسرا مذہب بھی اپنی زندگی کی اس تاریخی اور یقینی یادگار کی مثال دکھا سکتا ہے۔ مدینہ اسلام کا مولد اور پیغمبر اسلام صلعم کا مسکن اور خلفائے اسلام کا دار الخلافت ہے۔ مجمع اسلام کی وہ سب سے پہلی مسجد وہ مقدس و متبرک معبد ہے جسکے معمار و مزدور خود محمد رسول اللہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ یہی وہ معبد ہے جسکو "روضۃ من ریاض الجنۃ" کا خطاب دربار رسالت سے عطا ہوا ہے۔ اسی مسجد کے ایک گوشہ میں آنحضرت صلعم کا روضۂ اقدس اور حضرت فاطمہ رض۔ حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کی قبریں ہیں۔ ان سب کے مجموعہ کا نام حرم نبوی صلعم یا حرم مدنی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ ہر سال لاکھوں مسلمان مدینہ منورہ جاکر حرم نبوی صلعم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے بہت کم لوگ ہونگے جو اسکے موجودہ حالات اور تاریخی واقعات سے مفصل طور پر واقف ہوں۔ بنابریں ہم **محمد لبیب باشا** کے سفرنامہ رحلت حجازیہ سے حرم نبوی صلعم کے تاریخی حالات اور اسکا موجودہ نقشہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے لکھتے ہیں:-

موجودہ حرم شریف مسجد نبوی صلعم حضرت عائشہ رض کے مکان اور دیگر ازواج مطہرات رض کے مکانات نیز مابعد کے اضافوں پر مشتمل ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات مسجد کے چاروں طرف بنے ہوئے تھے آپکے ازواج مطہرات رض کے مکانات حرم شریف کے شرقی حصہ میں جنوبی جانب تھے مسجد نبوی اور ان مکانوں کے درمیان پانچ گز کشادہ ایک راستہ واقع تھا۔

حضرت ابوایوب انصاری رض اور حضرت عثمان رض کے مکانات شرقی سمت میں تھے ان دونوں مکانوں کی صورتیں جیسی کہ ابتداء اسلام میں تھیں اگرچہ بدلگئی ہیں لیکن وہ ابتک موجود ہیں۔ حضرت عثمان رض کے مکان کے ایک کرہ میں جو حرم شریف کے مقابل ہے بیرونی طرف ایک کتبہ لگا ہوا ہے جسپر منقش عثمان رض بن عفان رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ شیخ الحرم عموماً اسی مکان میں سکونت پذیر رہا کرتے ہیں۔

آل عمر رض کے مکانات مسجد کے جنوبی سمت میں تھے اور بطور علامت ابتک ایک باغ حجرۂ شریف کے سامنے حرم سے بالکل متصل موجود ہے جو قبلہ کی جہت میں ہونے کے باعث حرم کے اندر شامل کرلیا گیا ہے اس باغ میں ایک دروازہ ہے جسکے بیرونی رخ پر "دیار آل عمر رض" لکھا ہوا ہے ان مکانوں کے جوار میں مغرب کی طرف آنحضرت صلعم کے عم مکرم حضرت عباس رض کا مکان تہا۔ اسکے بعد مروان بن حکم کا مکان تہا۔ اور حضرت علی رض کا مکان باب السلام داہنے جانب تہا۔ حضرت ابوبکر رض الصدیق کا مکان مسجد کے پچھم کی طرف تھا اور اسکے جوار میں شمالی جانب باب الرحمۃ تک حضرت عبد الرحمن رض بن عوف کا مکان تھا۔ ان تمام مکانوں کے دروازے مسجد میں واقع تھے۔ آنحضرت صلعم نے مناسب سمجھا کہ مسجد عام رہگذر نہو چنانچہ ارشاد ہوا کہ "لا یبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض" یعنی ابوبکر رض کے دروازہ کے اور کسی کا دروازہ مسجد میں نہ رہنے پائے اسوقت سے تمام دروازے بند کردئے گئے البتہ حضرت ابوبکر کا دروازہ باقی رہا۔ چنانچہ اب بھی ایک چھوٹا سا دروازہ باب السلام کے شمال میں مقصورہ شریف کے سامنے موجود ہے۔ جسپر ایک بڑا سا کتبہ لگا ہوا ہے اور مذکورۂ بالا حدیث نہایت عمدہ اور خوشخط حروف میں لکھی ہوئی ہے۔

سب سے پہلے حضرت عمر رض بن خطاب نے مسجد نبوی صلعم کی عمارت میں تجدید کی اسکی دیواریں دوبارہ بنائیں اور اسکے بعض ستونوں کو بدلدیا اور کسیقدر صحن میں وسعت بھی پیدا کی۔ آپکے بعد حضرت عثمان رض نے جنوب کی طرف اضافہ کیا اور اسکو پتھر اور گچ سے تعمیر کیا ۸۸ھ ہجری میں ولید بن عبد الملک نے مدینہ منورہ کے عامل حضرت عمر بن عبد العزیز رض کو اسکی تعمیر کا حکمدیا چنانچہ انھوں نے مسجد کو مشرق مغرب اور جنوب کی طرف وسعت دی اور آنحضرت صلعم کے ازواج مطہرات کے مکانوں کو مسجد کے اندر شامل کرلیا۔ منبر اذان کیلئے چار منارہ تعمیر کئے اور اسکی زمین کو سنگ مرمر سے مفرش کیا دیواروں کو رنگا رنگ زیبائش سے آراستہ کیا۔ چھت میں سونے کی چادریں لگائیں اور سنگ مرمر کے ستون لگائے۔ پھر ۱۶۰ھ ہجری میں مہدی عباسی نے اسمیں اضافہ کیا اور اسکی عمارت نہایت خوبصورت بنائی اسکے بعد خلیفہ مستعصم نے اسکو تعمیر کیا۔ پھر ظاہر بیبرس شاہ مصر نے اسمیں افزائش کی۔ اسکے بعد ۶۷۸ھ ہجری میں ناصر قلاون شاہ مصر نے حجرۂ شریف پر ایک قبہ تعمیر کرایا۔ اس سے پہلے قبہ نہ تہا پھر اشرف برسبائی شاہ مصر نے ۸۳۱ھ ہجری میں اسکی تعمیر کا فخر حاصل کیا۔ اسکے بعد الظاہر برقوق شاہ مصر نے ۸۵۳ھ ہجری میں اسکو پہلے سے زیادہ مستحکم اور خوبصورت بنایا۔ ۸۸۶ھ ہجری میں مسجد پر ایک نہایت خوفناک بجلی گری جیسی اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی اور اسطرح چشم زدن میں صدیوں کی محنت و جانفشانی اور دنیا کی سب سے خوشنما اور خوبصورت عمارت تو وہ خاک ہوگئی مگر یہ عجیب حسن اتفاق کی بات ہے کہ حجرۂ شریف کو اس سے کچھ گزند نہ پہونچا۔ بہرکیف اہل مدینہ میں اس حادثہ سے ایک قسم کی گھبراہٹ اور بے چینی پہیلگئی۔ اس واقعہ کی خبر جیسے ہی سلطان قائتبائی بادشاہ مصر کو ملی اُسنے فوراً اپنے عمال کو جو حرم مکہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ حکم بہیجا کہ وہ لوگ اسکو چھوڑکر مدینہ منورہ چلے جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ امتثالا للامر مدینہ منورہ کو منتقل ہوگئے اور نہایت قابل تعریف ہمت و جانفشانی سے دوبارہ حرم نبوی صلعم کی عمارت موجودہ صورت پر تعمیر کی جسکو ہم فن انجنیری کا بہترین نمونہ کہ سکتے ہیں اور حجرۂ شریف کو نہایت خوبصورت اور پر عظمت بنادیا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں موجود ہے اور قبہ پر ایک دوسرا قبہ اس سے زیادہ بلند اور بڑا تعمیر کیا۔ حرم شریف کے مغربی جانب باب السلام کے شمال پر ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا گیا اور سلطان قائتبائی نے اسکے نام سے بہت سے اوقاف وقف کئے۔ یہ مدرسہ اُسوقت بھی مدرسہ قائتبائی کا بہیجا ہوا ایک نفیس دروازہ بھی دیکھا جو اثنائے تعمیر میں مصر سے بہیجا گیا تہا۔ یہ دروازہ پہلے باب السلام میں نصب کیا گیا تہا۔ لیکن جب سلطان عبد المجید شاہ روم نے حرم شریف کی عمارت میں ترمیم کی اور ایک دروازہ اپنے نام پر بنایا تو اسوقت یہ پھاٹک باب مجیدی میں منتقل کردیا گیا۔ یہ دروازہ قیمتی لکڑی کا ہے جسپر تانبے کی منقش اور گلکاری کی ہوئی چادریں چڑھائی گئی ہیں۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ یہ دروازہ مصر کی قدیم صنعت و حرفت کا بہترین نمونہ ہے۔

سلطان قائتبائی کے بعد ۹۸۰ھ ہجری میں سلطان سلیم ثانی نے اسکو تعمیر کرایا اور مدرسہ قائتبائی اور منبر شریف کے درمیان ایک خوبصورت محراب بنوائی گئی اسپر سونے کے پانی سے گلکاری کیگئی اور اسکی پشت پر سلطان سلیم ثانی کا نام لکھا ہوا ہے۔ باب السلام کے حجرۂ شریف کی طرف جاتے ہوئے یہ صاف نظر آتا ہے۔

اسکے بعد سلطان محمود نے قبہ بنوایا پھر ۱۲۵۵ھ ہجری میں اسکی ترمیم اور قبہ کو سبز رنگ سے رنگنے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ اسوقت سے اسکا نام "القبۃ الخضراء" رکھا گیا۔ یہانتک کہ ۱۲۷۰ھ ہجری میں سلطان عبد المجید خاں نے شمالی حصہ کی تعمیر اور اضافہ کا حکم صادر کیا چنانچہ اس تعمیر کے بعد حرم شریف کی عمارت نے موجودہ مکمل صورت اختیار کرلی اور اُسکے بعد پھر اسمیں کوئی تغیر وقوع پذیر نہیں ہوا۔ سلطان عبد المجید خان نے حرم شریف کی عمارت کو طرح طرح کے نقش و نگار اور رنگا رنگ کی گلکاریوں سے اسقدر آراستہ کرایا ہے کہ جسکا بیان حد امکان سے باہر ہے۔ باب السلام سے لیکر مشرق تک دیوار پر سورۃ الفتح خط ثلث مجوف میں لکھی گئی ہے۔ اسکے نیچے ایک سطر میں دوسری سورۃ لکھی ہے اس سطر کے نیچے ایکدوسری سطر میں جو اوپر کی سطر سے کسی قدر چھوٹی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارک لکھے ہوئے ہیں۔ مسجد کے قبوں کے محیط میں قصیدہ بردہ لکھا ہوا ہے اور ان زاویوں میں جنپر مسجد کے قبے قائم ہیں اللہ عز و جل کے اسماء اور رسول اللہ اور آپکے آل اور بعض اصحاب رض کے اسماء نہایت خوشنما حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔

خوشخطی کی نسبت محض یہ کہدینا کافی ہے کہ یہ سب اُس زمانے کے مشہور خطاط بک زہدی مرحوم کے دست صنعت کا نتیجہ ہیں۔ جنکو سلطان عبد المجید خاں نے اسی غرض سے مدینہ منورہ بہیجا تہا یہ دس سال وہاں رہکر خانہ خدا اور رسول میں۔ خدا کے عطا کئے ہوئے کمال کا اظہار کرتے رہے۔ شریفین کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمارت پر تقریباً دس لاکھ ترکی پونڈ صرف ہوا ہے۔

سلطان عبد المجید خاں کے بعد کسی بادشاہ نے قابل ذکر چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے۔ البتہ سلطان عبد الحمید خاں کے زمانہ میں برقی روشنی کا انتظام کیا گیا اور ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ ہجری میں جس روز حجاز ریلوے کے افتتاح کا جلسہ ہوا تہا۔ حرم شریف میں برقی روشنی کی ابتدا

طور پر ابتدا ہوئی۔

حجرہ شریف نہایت عمدہ صنعت وکاریگری کے ساتھ تانبے کا بنایا گیا ہے اسکو ۸۸۸ھ سلطان قایتبائی نے بنایا تھا اُسکا ایک دروازہ روضہ شریف کی طرف ہے جسکا نام باب الرحمہ یا باب الوفود ہے اس دروازہ کی طرف جنوبی سمت میں ایک دریچہ ہے جسکو حجاج شباک النبی کہتے ہیں چنانچہ جسوقت وہ اُس دریچہ کے سامنے کھڑے ہوکر بارگاہ رسالت میں عرض معروض کرتے ہیں تو اس طرح اپنی قسم میں اس دریچہ کا ذکر کرتے ہیں۔ "حیاۃ النبی الذی وضعف یدی علی شباکہ" حجرہ شریف کا ایک راستہ قبلہ کی سمت بھی ہے۔ لیکن یہ صرف نہایت سخت اور ہولناک موقعوں پر دعا اور استغاثہ کی غرض سے کھولا جاتا ہے حجرہ نبوی یا مقصورہ نبوی کے متصل ہی شمالی جانب حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا مقصورہ ہے۔

مقصورہ نبوی کے جنوبی اور شمالی ضلعوں کا طول ۱۶ میٹر ہے اور شرقی ومغربی اضلاع کا طول ۱۵ میٹر ہے۔ اس مقصورہ کے چاروں زاویوں میں بڑے بڑے ستون ہیں جو ایک ٹھوس پتھر سے تراش کر چھت کی بلندی تک بنائے گئے ہیں۔ قبہ کی بنیاد انہیں ستونوں پر قائم ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقصورہ جنوب کی طرف ساڑھے چودہ میٹر طویل ہے اور شمال کی طرف فقط چودہ میٹر ہے۔ اور مشرق ومغرب کی طرف تقریباً ساڑھے سات میٹر طول ہے اس مقصورہ کے دروازے ہیں ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف ہے ان دونوں دروازوں کے درمیان اُس مقام پر جہاں اکثر راویوں کے بیان کے مطابق آپ مدفون ہیں ایک قبر بنائی گئی ہے۔

بڑا مقصورہ حجرہ نبوی اسکے بعد تعمیر کیا گیا ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماہوئے تھے اور اسی جگہ وفات کے دوسرے روز آپ مدفون ہوئے تھے کیونکہ آنحضرت کا ارشاد تھا کہ "قبض نبی الا دفن حیث قبض" آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک مغرب کی طرف ہے۔ جب ۲۲۔ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ ہجری کو حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تو اُنکی قبر رسول اللہ کے پہلو میں شمال کی جانب بنائی گئی۔ حضرت صدیقؓ کا سر رسول اللہ کے پاؤں کے سامنے ہے اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی کہ مرنے کے بعد میں بھی بزرگ دوستوں کے جوار میں جگہ پاؤں چنانچہ چہارشنبہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۳ ہجری کو حضرت عائشہ رضؓ کی اجازت سے وہیں مدفون ہوئے۔ آپکا سر حضرت ابوبکرؓ کے کندھوں کے سامنے ہے۔ ان تینوں مقدس قبروں پر ایک نہایت خوشنما پانچ اضلاع والی عمارت کی بلندی ۶ میٹر سے زیادہ ہے سب سے پہلے اس مقصورہ کی تعمیر کا فخر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو حاصل ہوا اسکی بنیاد نہایت عمیق رکھی گئی ہے اور اسکی عمارت پنج پہل تعمیر کیگئی ہے تاکہ خانہ کعبہ کی مشابہت کے باعث لوگ اسکو قبلہ نہ بنالیں اُس عمارت میں ان تینوں مقبروں کے علاوہ ایک چوتھی قبر کی بھی گنجائش ہے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جگہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے لئے ہے جب وہ قیامت کے قریب آسمان سے نزول فرماہونگے تو وفات کے بعد یہیں مدفون ہونگے۔

نورالدین زنگی کو جبکہ ۵۵۷ھ ہجری میں صلیبی حملہ آوروں سے نبرد آزما تھے خبر ہوئی کہ مجاہدین صلیبی کسی تدبیر سے آنحضرت کے جسد مقدس کو چرا لیجانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نورالدین نے اس ناپاک ارادہ کی اطلاع پاکر حجرہ شریف کے گرد ایک دوسرا احاطہ قائم کرنیکا حکم صادر فرمایا اس احاطہ کی بنیاد سطح آب تک پہونچی ہوئی ہے۔ نیز اس نے اسکے دائرہ کو سیسہ پلاکر اسقدر محکم واستوار بنادیا ہے کہ اب کسی طرح زمانہ کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔

حجرہ شریف پر حریر سبز کا ایک پردہ پڑا رہتا ہے جسپر نہایت خوشخط حروف میں **لآ الٰہ الّا اللّٰہ محمّد الرّسول اللّٰہ وما کان محمد** الخ لکھا ہوا ہے اسکے درمیان میں دائرے بنے ہوئے ہیں جنمیں نبی صلعم کے اسمار گرامی لکھے ہوئے ہیں۔ اس پردہ سے ڈھائی میٹر کی بلندی پر ایک پردہ ہے اسکا عرض تین سینٹیمٹر ہوتا ہے۔ اس پردہ پر سونے کے تاروں سے اس بادشاہ کا نام لکھا ہوتا ہے۔ جس نے ان پردوں کے بنانے کا حکم صادر کیا ہے۔ یہ پردہ ہمیشہ دولت علیاء سے اُسوقت بھیجے جاتے ہیں۔ جب کوئی نیا بادشاہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ چنانچہ اعلان دستور کے بعد بھی نئے پردے پہونچگئے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حجرہ شریف پر سب سے پہلے خیزران خلیفہ ہارون رشید کی ماں نے جب وہ حج وزیارت کی غرض سے آئی تھیں پردہ پرچڑھایا تھا اسکے بعد تمام بادشاہوں کا ایک عام دستور ہوگیا ہے۔

مقصورہ شریف کے اور بیرونی دریچہ کے درمیان تقریباً تین میٹر کی وسعت کا ایک راستہ ہے۔ جسکے جنوبی گوشہ میں ایک کرسی پر بڑی تقطیع کا قرآن مجید رکھا ہوا ہے اُسکو حجاج بن یوسف ثقفی نے ہدیہ کیا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مصحف اُن چھ مصاحف میں سے ہے جنکو خود حضرت عثمان نے لکھوایا تھا۔

حجرہ شریف کا آسمان سونے چاندی کے ستاروں سے جگمگا رہا ہے خصوصاً روئے مبارک کے سامنے جنوبی طرف سے سونیکی قندیلیں ہیں انمیں سے اکتیس قندیلیں الماس زمرد اور یاقوت سے مرصع ہیں اور سونے کی زنجیروں میں آویزاں ہیں۔ حجرہ شریف میں کل ایک سوچھ قندیلیں ہیں۔

روئے انور کے سامنے حجرہ کی دیوار پر ایک الماس برلانتی رکھا ہوا ہے۔ اسکا حجم کبوتر کے انڈے کے برابر ہے یہ الماس ایک مرصع سونے کے حلقہ سے محیط ہے۔ اسکی قیمت کا اندازہ آٹھ لاکھ پونڈ ہے اگر حجرہ شریف کی طرف منسوب ہونیکا خیال کیا جائے تو اسکی قیمت حد اندازہ سے باہر ہے اسکی چمک دمک اور خوبصورتی کے باعث لوگوں نے اسکا نام کوکب دری رکھا ہے۔ یہ کوکب دری ایک سونے کے تختہ میں نصب ہے۔ اور اسکا حلقہ دوسو ستائیس قیمتی جواہر کے ٹکڑوں سے مرصع ہے۔ اس کوکب کو سلطان احمد اول بن سلطان محمد خاں نے گیارہویں صدی کی ابتدا میں دیگر تحائف کے ساتھ بھیجا تھا۔ کوکب کے نیچے جواہر سے مرصع ایک سونے کا پنجہ آویزاں ہے۔ اس پنجہ کے وسط میں کوکب دری سے چھوٹا الماس جڑا ہوا ہے اسکو سلطان مراد رابع ابن سلطان احمد اول نے ۱۰۴۲ ہجری میں ہدیہ کیا تھا۔ پیہیں پر سونے کا ایک بڑا تختہ ہے جسپر نہایت خوبصورت خط میں الماس سے **لآ الٰہ الّا اللّٰہ محمّد الرّسول اللّٰہ** منقوش ہے اسکو عصمت مآب عادلہ سلطانہ بنت سلطان محمود نے سنہ ۱۲۹۱ ہجری میں بھیجا تھا۔

حجرہ شریف میں علاوہ متذکرہ بالا اشیاء کے بہت سے بیش بہا اور نادر المثال جواہرات ہیں۔ قیمت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے مثلاً بیکل کے طرز کا یکبڑا ٹکڑا ہے۔ جسپر الماس سے حضرت سیدۃ فاطمہ کا نام منقوش ہے۔ یہ قطعہ حضرت فاطمہؓ کے روضۂ اقدس کے اندر رکھا ہوا ہے۔ وہیں پر بڑے بڑے موتیوں کا ایک ہار ہے۔ اسکے علاوہ اور دوسرے بہت سے ہار بیش بہا لؤلؤ ومرجان کے رکھے ہوئے ہیں۔ خالص سونے کے جواہرات سے مرصع کئے ہوئے بہت سے شمعدان ہیں انمیں سے دو شمعدان بڑے ہیں۔ ایک کا طول تقریباً دو میٹر ہے۔ ان دونوں کو سلطان عبدالمجید خاں نے سنہ ۱۲۷۴ ہجری میں اپنے تحائف کے ساتھ ارسال کیا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ دو شمعدان اور بھی ہیں جو سلطان محمود کے ہدیہ کئے ہوئے ہیں۔

ان شمعدانوں کے قریب ہی موتیوں کی جاروب اور قیمتی جواہر سے مرصع کئے ہوئے۔ پنکھے نفیس۔ مورچھل اور مرصع بخوردان رکھے ہوئے ہیں یہ تمام چیزیں اُن خزانوں کے علاوہ ہیں جو حجرۂ شریف میں نادر اور بے مثال تحائف اور جواہر نگار مصاحف کی قسم سے موجود ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سی ہونکیاں۔ بالیاں وغیرہ بھی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حجرۂ شریف کی ذخائر کی بابت اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ششصد پونڈ سے کسی طرح کم قیمت کا مال اسمیں نہیں ہے جس طرح ہر زمانہ میں بڑے بڑے سلاطین اُمراء اور والیان ملک قیمتی ذخائر بیمثال جواہر بھیجتے رہے ہیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ کے شریر والی اور دیگر بدمعاش بارہا لوٹ اور غارت کی غرض سے حجرۂ نبوی پر دست درازی بھی کرتے رہے ہیں مثلاً حازم ابن حقبہ نے سنہ ۶۱۱ ہجری میں حرم مدنی کے ذخائر کو لوٹ لیا۔ سمہودی نے اسکے متعلق بیس قنطار سونے کا اندازہ کیا ہے اسکے بعد شریف حسن ابن زبیر منصوری نے سنہ ۸۶۰ ہجری میں سونا اور بہت سی چیزیں لیگیا۔

تیرہویں صدی کے آغاز میں جبکہ حجرۂ نبوی بیشمار ذخائر سے معمور تھا تو عبدالوہاب نجدی نے سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں دست درازی کی اور تمام قیمتی چیزیں لیگیا۔ اور بعض چیزیں شریف غالب کے ہاتھ بیچا سنہ ہزار میں فروخت کردیں اسکے بعد جب طوسون پاشا اور ابن سعود میں صلح ہوئی تو طوسون پاشانے اسکے باپ کی بہت سی لوٹی ہوئی چیزیں دو ہزار مصری پونڈ میں اس سے خرید کے حجرۂ شریف میں بھیجدیں۔ ایسے ہی محمد علی پاشا نے بھی وہابیوں سے بہت سے ذخائر لیکر حجرہ شریف میں رکھوا دئے۔

خود محمد علی نے سونے کا ایک بڑا شمعدان اور دو چاندی کے شمعدان جنپر العبد المذنب محمد علی والی مصر سنہ ۱۲۳۸ ہجری لکھا ہوا ہے۔ حجرہ شریف کے نذر کئے ہیں۔ اسی طرح عباس پاشا اول نے چاندی کے بہت سے شمعدان اور دو نقرئی جھاڑ نذر کئے ہیں۔ ایک جھاڑ محراب عثمانی میں آویزاں ہے *

* اسمیں ۳۶ گلاس روشن کئے جاتے ہیں۔ دوسرے جھاڑ میں تیس گلاس ہیں۔ یہ روئے مبارک کے سامنے آویزاں ہے انکے علاوہ اور بہت سے بلور کے جھاڑ اور فانوس ہیں۔ سعید پاشا اور خاندان خدیویہ کی بعض بیگمات کے بھیجے ہوئے ہیں

کونسل صوبجات متحدہ

نواب لفٹنٹ گورنر کی تقریر

صاحبو۔ مالی حسابات کے آخری مباحثے کے موقع پر جسمیں شرکت کرسکتاہوں میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ میں اُن خاص کارروائیوں پر تنقیدی نظر ڈالوں جوگذشتہ ۵ سال کے اندر عمل میں آئی ہیں۔ میں کونسل کی اجازت سے یہ مناسب سمجھتاہوں کہ چند عام رائیں تاریخ حسابات مال صوبجات دوران زمانہ ہذا پر بیان کروں۔ جب ۵ سال ہوئے میں یہاں آیاتہا۔ مالی حسابات سنہ ۱۹۰۴ء پر عملدرآمد ہورہاتہا۔ جس مالی معاہدہ پر عملدرآمد ہورہا تھا اُسکی روسے ۷۵ لاکھ روپیہ کی باقیات بوجہ تدابیر انسداد قحط و دیگر نامناسب اثرات کے اسقدر گھٹ گئیں کہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو صرف ۶ لاکھ کی رقم باقیات میں رہگئی ۱۹۰۶-۷ء کا بجٹ پیش کرتے ہوئے آنریبل مسٹر ہومس صاحب کو اسکے اقرار کرنیکی ضرورت لاحق ہوئی کہ یہ باقی قابل اطمینان نہیں ہے اور یہ کہ معمولی خرچہ میں معمولی آمدنی سے ۸ لاکھ کی بیشی ہے اور یہ کہ جبتک محاصلات صوبہ میں اضافہ نہو اُسوقت تک صوبجات کا نظم و نسق نہیں ہوسکتاہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں سر جیمس لاٹوش نے گورنمنٹ ہند پر اس ضرورت کے لئے زور دیا کہ مالی معاہدہ کی نظرثانی کیجائے اور ۳ ماہ کے بعد اس سفارش پر مکرر زور دیا گورنمنٹ ہند نے قبول کیاکہ ہمارے ساتھ یہ معاہدہ ایسا مناسب حال نہیں ہے جیسا معاہدہ جو حال میں دوسرے صوبجات کے ساتھ کیا گیاتہا مناسب ہے گورنمنٹ ہندنے یہ بھی اطمینان دلایا کہ معاہدہ کی نظرثانی ہوگی مگر چونکہ صوبہ کی مالی حالتیں تدابیر انسداد قحط کے باعث خراب ہوگئی تہی لہذا فوراً نظرثانی سے اُس نے انکار کیا۔ سر جیمس لاٹوش نے عرض کیا کہ بجٹ کا ایسی حالتمیں ترتیب دنیا جب تحویل میں رقم کافی نہو تو بیشی اخراجات کی رقم سے اداکیجائے مناسب نہیں ہے یہ حالت مالی سال سنہ ۱۹۰۶ و سنہ ۱۹۰۷ء کی تھی جسکا سال آئندہ کے بجٹ کی تیاری کے وقت مقابلہ کرنا تہا مگر چونکہ خوشحالی کے شروع کرنیکے باعث آمدنی سال بمقابلہ اُس رقم کے جسکی پیشین گوئی کیگئی تہی زیادہ ہوئی اور گورنمنٹ ہندنے بھی قحط کے انسدادی اخراجات میں ۲۸ لاکھ روپیہ سے اعانت کی۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ حسابات سنہ ۱۹۰۷ء ۶۲ لاکھ کی بچت کے ساتھ بمقابلہ ۶ لاکھ کی بچت کیساتھ بمقابلہ ۶ لاکھ کے جسکا اندازہ کیاگیاتھا شروع ہوئے ہمکو امید تھی کہ دوران سال اخراجات میں بمقابلہ آمدنی ۵½ لاکھ کی بیشی ہوگی اور شروع سال میں ۷½ ۵۷ لاکھ کی توفیر ہوگی یہ بجٹ خوشحالی کے سال کا بجٹ تہا۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء کے ابتدا میں مالی معاہدہ گورنمنٹ ہند کے ساتہہ طے ہوا جسکی روسے ہمکو اُسقدر رقم تو نہیں ملی جسکے ہم خواہاں تہے مگر سنہ ۱۹۰۴ء سے وہ کہیں بہتر تہا۔ ہمکو امید تھی کہ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء میں ہم جدید مالی معاہدہ پر عملدرآمد کرتے وقت توفیر میں ۵۰ لاکھ روپیہ دیکہیں گے۔ گورنمنٹ ہند نے یہ بھی کہاتہا کہ یہ مسئلہ آیاکوئی ابتدائی رقم بطور امداد ملنی چاہئے صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کی خدمتمیں پیش ہے۔ دوسرے معاہدات میں یہ ہمیشہ عملدرآمد رہاہے کہ ابتدائی مدد دیجائے اور ہمارے پاس اس امید کے لئے کافی وجوہ تہے کہ ہمکو بہی مدد ملیگی امید سب ہی قوی تہیں مگر مشکل سے اس مراسلہ کی کہ جسکی روسے منظوری جدید معاہدہ کی بہیجی گئی تہی سیاہی خشک ہوئی ہوگی کہ ہمکو ایک ایسے قحط سے سابقہ پڑا جسنے ہمارے تمام حسابات تہ و بالا کردئے آمدنی ہرایک جانب کم ہونی شروع ہوئی اور عظیم اخراجات سے انسداد قحط کے متعلق سامنا پڑا۔ ہمنے قحط کی ابھی نصف ہی منزل طے کی تہی کہ ہمکو بجٹ تیار کرنا پڑا۔ صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کے حکم سے کہ جدید معاہدہ اُسوقت جبتک کہ اُسکی نظرثانی نہولے عارضی سمجھا جائے اور بہی پیچیدگی پیدا ہوگئی مالی سال سنہ ۱۹۰۷-۸ء کے خاتمہ تک ہماری تخمینہ شدہ توفیر ۵۰ لاکھ کی صرف غائب ہی نہیں ہوگئی۔ بلکہ تخمینہ کیاگیا کہ حسابات بجائے توفیر کے ۱۲ لاکھ گھٹی ہوگی۔ گورنمنٹ ہند کو ۳۱۔ لاکھ روپیہ اسغرض سے دینا پڑاکہ سال کے حسابات میں ۲۰ لاکھ روپیہ کی توفیر ظاہر ہو۔ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء میں مزید امداد انسداد قحط کے سوا چند مختصر رقبات صوبہ سے مٹ گئے۔ مگر ہمارے مالی حسابات میں ۵۸ لاکھ کی گھٹی نظرآئی۔ صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ نے چند غیراہم ترمیمات کے ساتھ نظرثانی شدہ مالی معاہدہ منظور کرلیا۔ گورنمنٹ ہندنے ۸۷ لاکھ سے مدد کی تاکہ ہماری توفیر مبلغ ۲۰ لاکھ روپیہ کی قائم رہے اور اسکے علاوہ تعمیر میڈیکل کالج میں ۱۰ لاکھ روپیہ مرحمت فرمائے مگر اس نظیر کی پیروی نہیں کیگئی کہ ابتدائی رقم امداد کے لئے دیجائے اور ہمکو اپنے جدید معاہدہ پر اس احتیاط سے عمل کرنیکی ضرورت ہوئی کہ ہم حتی الامکان کوشش کریں کہ کہ باقیات کچہہ رقم افضل غیرمعمولی اخراجات کے لئے رہے اپنی آمدنی کے کفایت شعاری خرچ سے یہ ممکن ہواکہ رقم زیر تحویل ایک واجبی حدتک پس انداز کریں۔ ہم گورنمنٹ ہند کے مشکور ہیں کہ اُس نے خاص اغراض کے لئے کئی رقوم اداکیں جن رقوم کے جزو سے جبتک کل عطیہ صرف نہ ہوجائے۔ رقم زیر تحویل میں بیشی ہوئی سنہ ۱۹۰۹-۱۰ء کے خاتمہ پر ہماری تحویل میں ۵۰۔ لاکھ کی اور سنہ ۱۹۱۰-۱۱ء میں ۹۰ لاکھ کی بیشی ہوئی۔ سنہ ۱۹۱۱-۱۲ء ½۹۱ لاکھ زیر تحویل ہوگا ۱۹۱۲-۱۳ء میں ۷۰ لاکھ کا تخمینہ ہے۔ بعض آنریبل ممبران کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوگی مگر ان لوگوں کی توجہ میں۔ مسٹر گلن کے ان بیانات کی جانب جو اُنھوں نے سنہ ۱۹۱۰-۱۱ء کے مالی حسابات میں رقوم زیر تحویل کی بابت فرمائی ہیں مبذول کرتا ہوں جیساکہ آنریبل مسٹر برن نے بیان کیاہے گورنمنٹ ہند سے جدید رقوم بطور خاص عطیات کے وصول ہوئی ہیں جو رقم زیرتحویل سے صرف ہونگی اور ہمارے لئے یہ امر خلاف دانشمندی ہوگاکہ ہم بلاسلسل توجہ بجانب کفایت شعاری رقوم زیر تحویل کے خرچ کرنیمیں جلدی کریں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کہ کہنے لی مستحق ہے کہ گزشتہ ۵ سال کے زمانہ میں جو عام طور پر خوشحال رہا مگر جسمیں بدقسمتی سے سخت مصائب سے سامنا رہا ان صوبجات کے محاصلات کا انتظام کفایت شعاری سے کیاگیا جسکے لئے تین سکرٹری جنکے چارج میں محاصلات رہے یعنی آنریبل مسٹر برن۔ آنریبل مسٹر ہوز اور آنریبل مسٹر گیلن تعریف کے مستحق ہیں۔ آنریبل مسٹر گیلن کے حسابات گورنمنٹ ہند بابت سنہ ۱۹۱۰-۱۱ء کی رپورٹ پڑھنے کے قابل ہے۔ خاصکر اُسکا وہ حصہ جسمیں قابل اعتراض اخراجات کا تذکرہ ہے۔ یہ امر قابل اطمینان ہے کہ کنٹرولر جنرل کی نظر میں ایک رقم بہی ہمارے صوبجات کے حساب میں ایسی نہیں آئی جو قابل اعتراض ٹھہرائی جائے۔

ممبران کونسل اور تمام صوبجات میں عام طور پر یہ رائے قوی ہے کہ ہمارے ساتھ مستقل مالی معاہدہ جو کیا گیاہے وہ غیرمناسب ہے۔ اس رائے سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ بہت سی اصلاحات ہیں جنمیں سالانہ مصارف کی ضرورت ہے جو میری نظر میں بہت ہی ضروری ہیں لیکن بغیر موجودہ مالی شرائط کی وجہ سے عملدرآمد نہیں ہوسکتا ہے۔ ان تجاویز میں سب سے زیادہ خرچہ کی تجویز نظرثانی تعداد ڈپٹی کلکٹران ہے جسمیں ½۳ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے اور جسکے لئے ہمنے اس سال ایک لاکھ روپیہ کا صرفہ تجویز کیاہے۔ نظرثانی اخراجات ضلع۔ اضافہ تنخواہ پٹواریان اور صوبہ کے حساب سے دیہی پولیس کا خرچہ اداکرنا ہے۔ میں نے کونسل سے وعدہ کیا تہا کہ مناسب موقع پر مالی معاہدہ کی بابت گورنمنٹ ہند سے خط و کتابت کرونگا۔ سپریم گورنمنٹ سے اسبارہ میں مناسب عرض و معروض کیگئی ہے جیساکہ آنریبل ممبران واقف ہیں۔ ہر مالی معاہدہ خواہ عارضی ہو یا مستقل ان اخراجات کے پیمانے پر قایم ہوتاہے جو اس زمانہ میں عمل میں آتے ہوں جبکہ معاہدہ مرتب ہونیوالا ہو میرے تمام زمانہ ملازمت ہند میں یہ صوبہ اُس پالیسی کے باعث جو لوکل گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کی پوری منظوری سے اختیار کی تھی نقصان اُٹھاتا رہا یعنی یہ کہ جو رقم توفیر میں ہو وہ منافع کے صیغہ تعمیرات میں صرف کیجائے درمیان سنہ ۱۸۷۸ء و سنہ ۱۸۸۸ء کے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپیہ کی رقم محاصلات صوبہ سے ریلوے کی ترقی میں صرف کیگئی۔ کانپور۔ اجھنیرا۔ دلدار نگر۔ غازیپور۔ بریلی۔ پیلی بہیت ریلوے صوبہ کے محاصلات سے تعمیر کیگئی۔ ان ریلوے کی تعمیر کے بعد گورنمنٹ ہندنے یہ طے کیاکہ صوبجات کی گورنمنٹوں کو اجازت نہ دیجائے کہ وہ ریلوے لائنیں اپنی ملکیت میں لیویں۔ یہ تین ریلوے لائن اپنے قبضہ میں گورنمنٹ ہندنے کرلیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جو روپیہ ان لائنوں میں لگایا گیاتہا وہ انتظامی ضروریات کو معرض التوا میں ڈالکر لگایا تہا اور ریلوے جات کی تعمیر کے معنی ہوئے کہ صرفہ کا معیار

اوس سے کم رکھا گیا جو ہونا چاہئے تھا۔ گورنمنٹ ہند نے صوبہ کی گورنمنٹ کو دو لاکھ ۰۰۰ ہزار کی رقم معاوضہ مین دیدی یہ بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے کہ یہ رقم اس نقصان کی کسی طرح سے بدل نہیں ہوسکتی جو سوا کرور روپیہ صوبجات محاصلات سے نکالکر صرف کیا گیا۔ یہ خفیف رقم معاوضہ بھی عام حسابات میں کھپ گئی کیا کوئی حیرت کرنے کا موقع ہے کہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف مدات مین پیمانہ اخراجات بمقابلہ دیگر صوبجات کے کم ہوگیا۔ ہم کو ابھی تک اسمین ناکامی ہوئی ہے کہ ہم گورنمنٹ ہند کو یہ سمجھا سکین کہ وہ اس واقعہ پر بخوبی غور کرے کہ ہمارے مصارف صیغہ مالگذاری تمام انتظامات عدالتہائے۔ تعلیم جیل خانوں۔ پولس۔ طب و عمارت سرکاری کسی طرح سے اس خرچہ کے برابر نہیں ہوتا ہے جو فی کس آبادی ہندوستان کے صوبجات مین ہوتا ہے بعض حالتون مین یہان عام انتظام تعلیم و عدالتہائے سرکاری کا تذکرہ کر سکتا ہون۔ ہمارا صوبہ سب سے پیچھے ہے اور کوئی مد ایسی نہیں ہے کہ جسمیں ہمارا نمبر چوتھے نمبر سے اوپر ہو۔ مجکو مایوس نہونا چاہئے کہ گورنمنٹ ہند اس دعوے کے جواز کو قبول نہ کرے گی جو مینے پیش کیا ہے کہ صوبہ کے ساتھ بہتر برتاؤ کیا جائے اگر وہ عمدہ برتاؤ نہ کرے گی تو آپ اس مسئلہ پر مزید غور میرے قابل جانشین کے ہاتھون مین چھوڑ سکتے ہیں۔ اگر اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد سر جیمس مسٹن صاحب یہ رائے قرار دین کہ صوبہ کو کوئی شکایت کا موقع نہین ہے تو آپ اس بارہ مین اُنکے فیصلہ کو قبول کرین۔ اگر آپ کی یہ رائے ہو کہ ان صوبجات کے ساتھ منصفانہ برتاؤ نہیں ہوتا ہے تو آپ کی حمایت اور آپ کی جانب سے گورنمنٹ کے مالی مشیرون سے لڑائی مین بمقابلہ میرے کہین زیادہ قوی ثابت ہونگے۔ (باقی آئندہ)

جلسۂ بنیاد و آغاز تعمیر دار الحدیث

دار الحدیث کی تعمیر کے مسلمان بصد شوق منتظر ہیں اُنکی آنکھین لگی ہوئی ہیں کہ کب یہ مبارک تعمیر شروع ہوتی ہے وہ متمنی ہیں کہ بہت جلد اسکو مکمل صورت میں دیکھین۔ ہمین شک نہیں کہ مسلمانوں نے اس پر عظمت نام کی پوری پوری عزت و حرمت کی ہے شاید یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہ ہو کہ ہندوستان مین جسقدر مذہبی اور قومی عمارات بنائی گئی ہیں اُنمین سے کسی کے لئے آج تک مسلمانونکا میلان اور جوش اسقدر ظاہر نہیں ہوا جیسا دار الحدیث کیلئے ہوا۔ اور کیون نہو یہ اس مبارک نام کی پہلی عمارت ہے جو ہندوستان میں سب سے اول مدرسہ دیوبند مین تعمیر کیجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جہان جہان اطلاع پہونچی گئی بلا خاص تحریک کے مسلمانون نے نہایت رغبت و شوق سے سلسلہ امداد جاری کر دیا۔ مسلمانون کی عام رغبت اور جوش کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بہت سے حضرات حضور فخر عالم سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ خلفاء راشدین اہل بیت ازواج مطہرات اور اولیاء کاملین کے نام سے چندہ دیا ہے۔ مسلمانون کی عام رغبت و جوش کو دیکھتے ہوئے یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ اس مبارک تعمیر کی ابتدا مین اُن کو شرکت کا موقع نہ دیا جاوے اسلئے یہ تجویز کی گئی کہ ایک مختصر مگر با برکت مجمع مین اوسکی بنیاد قایم کیجائے۔

۱۷، ۱۸، ۱۹ ربیع الثانی مطابق ۶، ۷، ۸ اپریل کو بمقام میرٹھ جلسہ موتمر الانصار ہونیوالا ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۹ اپریل روز سہ شنبہ اس مبارک کام کے لئے مقرر کر دی جائے جو حضرات اسمین شریک ہونا چاہیں اُنکا زیادہ وقت صرف نہوگا۔ ۹ کی صبح کو دیوبند پہنچکر اسی روز واپس ہو سکتے ہیں۔ صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک بڑے مشد و مد کے ساتھ **حضرت مولانا مولوی اشرف علی** صاحب دامت برکاتہم وعظ فرما دینگے اور ایک مختصر تحریر مین دار الحدیث کا تذکرہ اور اُن خاص عطیون کا اعلان کیا جائیگا جو بمد دار الحدیث حاصل ہو چکے ہیں یا اُسوقت تک ہون گے اُس کے بعد جمیع شرکاء جلسہ کو موقع دیا جائیگا کہ اپنے ہاتھ سے بنیاد رکھین اور اُسکی تکمیل و اتمام کیلئے بخلوص قلب دعا کرین۔ اُمید کیجاتی ہے کہ مسلمان اس جلسہ کی شرکت سرمایہ سعادت سمجھکر ضرور تکلیف سفر گوارا فرمائینگے اور خدام مدرسہ کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دار الحدیث دیوبند کا سنگ بنیاد

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۱۲ء یوم سہ شنبہ وہ مبارک دن ہے جس میں مجوزہ دار الحدیث کی بنیاد مسلمانوں کے عام مجمع میں رکھی گئی۔ علم حدیث کی عظمت و احترام کو شاندار الفاظ میں بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ جس دل میں حضور انور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزین ہے وہ اُسکی محبت و عظمت سے بھی مالا مال ہے اور نہ یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ علم حدیث کس قدر قابل اہتمام و احترام ہے کیونکہ ہر ذی علم خوب جانتا ہے کہ مذہب اسلام کی بقا صرف علم حدیث پر ہے کلام الٰہی کی تفسیر بغیر علم حدیث کے نہیں ہو سکتی اور مسائل فقہیہ یعنے قانون اسلام کی مدوین بھی بلا علم حدیث ناممکن ہے اور نہ یہ بتلانے کی حاجت ہے کہ مدرسہ عالیہ دیوبند اس معظم و محترم علم کی خدمت گذاری مین کس قدر ممتاز ہے۔ کیونکہ بحالت موجودہ اوسکے امتیاز کو بلا استثناء تسلیم کر لیا گیا ہے۔

ہان یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ اس علم کے تمام شعبون کو اعلےٰ پیمانہ پر پہنچانے اور اُسکے لئے مستقل درسگاہ موسوم بہ دار الحدیث کے بنانے کا انتظام مدرسہ عالیہ دیوبند نے کیا ہے اور ہندوستان مین پہلا موقع ہے کہ مسلمانونکو اس متبرک درسگاہ کے بنیادی جلسہ مین دعوت دی گئی ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ مسلمانون مین اس تعمیر کی خاص عظمت و وقعت ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں جہان اس کی اطلاع پہنچتی گئی وہان کے حضرات بصد شوق و رغبت اسکی امداد مین شریک ہوتے۔ یہ اسی تعمیر کی خصوصیات مین سے ہے کہ اکثر چندے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین اہل بیت سید المرسلین ازواج مطہرات صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین مشائخ طریقت اور بزرگان دین کے نام سے آئے ہیں۔ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ یہ متبرک رسم ادا کی گئی۔

عام افراد کو اس متبرک جلسے مین جس کے اندر بکثرت صلحاء و اولیاء اللہ جمع ہوئے اور جس مین علماء ربانی نے اپنے پُر اثر بیانات سے سامعین کو فیضیاب فرمایا۔ شرکت کا موقع دیا گیا۔ جلسہ کے موقعہ پر منتظمان دار الحدیث کی جانب سے ایک مضمون پڑھا گیا۔ جس مین مصارف تعمیر اور وصول شدہ چندہ کی مقدار مفصل طور پر ظاہر کیگئی تھی۔ جلسہ ہر ایک طرح سے کامیاب رہا۔ بارگاہ الٰہی سے التجا ہے کہ اس عظیم الشان تجویز کو معراج کمال تک پہونچا کر مسلمانون کو اس سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ندوۃ العلماء کا تیرہوان سالانہ اجلاس

علامہ سید رشید رضا جو مصر سے شرکت اجلاس ندوہ کے لئے تشریف لائے ہین ۱۵ اپریل کو ۹ بجے دن کے لکھنؤ مین وارد ہوئے۔ چونکہ اُن کی تشریف آوری کا تار وقت کے وقت آیا تھا اسلئے اسٹیشن پر بہت زیادہ مجمع نہو سکا تاہم ندوہ کے ارکان اور دار العلوم ندوہ کے طلباء اور شہر کے بہت سے معزز اشخاص اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ ریل سے اُترنے کے بعد جس گاڑی میں علامہ ممدوح سوار ہوئے اوس کے گھوڑے باوجود اونکے انکار کے کھول دے گئے اور انگریزی خوان اور عربی خوان طلباء نے بذات خود اُن کی گاڑی کو کھینچنا شروع کیا وہ نہایت جوش کے ساتھ گاڑی کو کھینچتے تھے اور مرحبا کے نعرے بلند کرتے تھے۔ ریلوے اسٹیشن سے جلوس روانہ ہو کر امین آباد پارک سے گزرا اور مسٹر ممتاز حسین بیرسٹرایٹ لا سکرٹری استقبالی کمیٹی ندوہ کے مکان پر علامہ ممدوح گاڑی سے اُتارے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔

۱۶ اپریل کو ندوہ کا پہلا اجلاس تھا۔ علامہ سید رشید رضا کی تشریف آوری کی خبر پہلے سے شائع ہو چکی تھی اس لئے باہر سے بہت سے مہمان تشریف لائے تھے اجلاس کے وقت جدید تعمیر شدہ دار العلوم ندوہ کا بڑا ہال حاضرین سے بھر گیا تھا اور گرد کی صحن جہان بھی لوگون سے بھری ہوئی تھین۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مسٹر ممتاز حسین بار ایٹ لا سکرٹری استقبالی کمیٹی نے خیر مقدم کا ایڈریس پڑھا۔ پھر شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی تحریک اور منشی احتشام علی صاحب کی تائید اور حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے علامہ سید رشید رضا اجلاس کے پریسیڈنٹ بنائے گئے۔ علامہ ممدوح کو اس موقع پر جو افتتاحی تقریر کرنی تھی وہ پہلے سے لکھکر تیار نہیں کی گئی تھی۔ اس لئے اونھون نے زبانی تقریر عربی زبان مین کرنی شروع کی۔ اس تقریر کی روانی اور فصاحت اور زور اور اثر سے لوگون کے سامنے ایک سمان بندھ گیا تھا۔ اُن کو عرب عرباکی فی البدیہہ پُر جوش تقریر دن کا لطف آگیا۔ علامہ ممدوح ڈھائی گھنٹہ تک برابر تقریر کرتے رہے۔ حاضرین مین سے جو لوگ عربی زبان نہین سمجھتے تھے وہ بھی سکتہ کے عالم مین تھے۔ مگر جو لوگ عربی زبان جانتے تھے اُن کے دلون پر جو خاص کیفیت طاری تھی وہ کسیطرح لفظون مین بیان نہیں ہو سکتی علامہ ممدوح کی اس تقریر کے متعلق جو نوٹ ندوہ کی طرف سے قلمبند کئے گئے ہین وہ آئندہ ہفتہ کی اشاعت مین درج کئے جائینگے۔ افتتاحی تقریر ختم ہونیکے بعد معزز اصحاب کے خطوط اور تار پڑھے گئے جو بعض وجوہ سے ندوہ کے اجلاس مین شریک نہ ہو سکے تھے۔ اُنمین سے نواب صاحب رامپور کا خط خاص طور پر قابل ذکر ہے جس مین نواب صاحب ممدوح نے تحریر فرمایا تھا کہ مجھکو ندوہ سے کمال ہمدردی ہے۔ مین ندوہ کے اجلاس مین شریک ہونے کا دلسے آرزومند تھا مگر اجلاس ندوہ کے ایام مین چند ایسی خاص ضرورتیں پیش آگئی ہیں جن کے سبب مین نہیں آسکتا اور اس کا مجکو افسوس ہے اسکے پہلا رزولیوشن پیش ہوا اور حاضرین کی اتفاق رائے سے پاس کیا گیا۔ یہ اجلاس ۸½ بجے سے ۱۱ بجے تک تھا دوسرا اجلاس ۲ بجے سے ۵ بجے تک تھا۔ جس مین سات رزولیوشن پیش کئے گئے۔ آٹھوان رزولیوشن جو نماز جمعہ کی تعطیل کے متعلق تھا اوسکی تحریک کرتے ہوئے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے فرمایا کہ ابتدا مین گورنمنٹ نے ہندوستانیون سے تعطیلات کی فہرست طلب کی۔ (باقی آئندہ)

میدان کارزار

صلح نہیں ہوسکتی ۔ اخبار طنین رقمطراز ہے کہ اٹلی نے دول سے جتنی مدت کے اندر صلح کی شرائط کو بابعالی کے آگے پیش کرنے کی خواہش کی تھی وہ گذر چکی ہے اور تمام شرائط کا علم بھی ہوچکا ہے ان شرطوں میں ایک سیاسی شرط ہے وہ یہ کہ طرابلس کے اسکے ملک کے ساتھ لاحق ہونیکا اعتراف کیا جاوے ۔ بس صرف اس ایک شرط کا وجود اسبات کے کہنے کے لئے کافی ہے کہ صلح نہیں ہوسکتی عجب نہیں کہ دول ان کوششوں کی رفتار دھیمی پڑجانے کے بعد اٹلی اپنی اس تجویز کو پورا کرنے پر مجبور ہو ۔ جو اس نے الحاق طرابلس کے متعلق پیش کی تھی ۔

یہی اخبار اپنی دوسری اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ۱۹ مارچ کو انگلستان کا سفیر مقیم آستانہ عثمانی وزیر خارجہ سے ملا ۔ اور وزیر موصوف نے حکومت عثمانیہ سے حکومت اٹلی کی پیش کردہ شرائط صلح کے بارہ میں اسکی رائے دریافت کی ۔

مجاہدین عرب و ترک جناب ادھم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ حال میں جبر قدر سے تشریف لائے ہیں ۔ آپنے بیان کیا کہ شروع جنگ میں بنی غازی درنہ ۔ اور طبروق میں عثمانی آئین فوج کی تعداد دس ہزار نفوس تھی اور اب پچاس اور ساٹھ ہزار کے درمیان ہے اور کسی خاص صورت کے پیش آجانے سے ۳۰ ہزار تک کردیجاتی ہے ۔ اہل عرب جنگ کے بڑے مشتاق ہیں چنانچہ بعض دفعہ فوجی افسروں کو مجبوراً انہیں بے فائدہ حملہ کرنے سے روکنا پڑتا ہے ۔ بہت سے سنوسی قبائل بھی شریک جنگ ہیں ۔ شیخ سنوسی اگرچہ ابتک اپنی قیامگاہ (کفرہ) میں ہی رہے ہیں ۔ لیکن ۲۹ دن ہوئے انکی خدمتمیں اونٹ بہیجے گئے ہیں ۔ امید ہے کہ ۳۵ دنوں کے بعد درنہ میں انور بک سے ملاقات کریں گے ۔ پھر اپنے ٹھہرنے کے لئے میدان جنگ کے قریب کوئی مقام اختیار کرینگے ۔ انور بک جناب شیخ سنوسی سے عہد و پیمان کرکے انکے پیروؤں میں داخل ہوگیا ہے ۔ پہلے پہل انکو عربی زبان نہ آتی تھی مگر اب اچھی طرح عربی گفتگو کرسکتا ہے ۔ کفرہ کے اردگرد جو بہت بڑی سنوسی قوت موجود ہے ۔ سید سنوسی سمیت عنقریب درنہ میں پہونچ جائیگی ۔

ادھم پاشا نے یہ بھی فرمایا کہ اطالین ہوائی جہازات جو عربوں کی کمینگاہوں پر اڑتے رہتے ہیں ۔ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے چنانچہ ایک اطالین ہوائی جہاز نے عربوں کے ایک خیمہ پر ڈائنامیٹ کا گولہ پھینکا مگر وہ خیمہ سے ۳۰ یا ۴۰ میٹر کے فاصلہ پر ریت کے ٹیلہ میں گھس گیا

میجر غازی انور بے کے انتقال کی افواہ ریوٹر ایجنسی کے تازہ تاروں میں جو خبر تمام دنیائے اسلام سخت تشویش و اضطراب کے ساتھ پڑھی جائیگی وہ اسکی افواہ ہے کہ کارزار طرابلس کے ہیرو میجر انور بے غازی نے خدانخواستہ ایک زخم کے صدمہ سے وفات پائی جو حال کے ایک معرکہ میں انھوں نے اٹھایا تھا لیکن اسبات سے بڑے درجہ تک تسلی ہوتی کہ یہ خبر اٹلی کے دارالصدر روم سے مشتہر ہوئی ہے جس نے واقعات جنگ طرابلس کے متعلق جھوٹی دل خوش کن خبریں تصنیف کرنے میں خاص شہرت حاصل کی ہے اور اپنی غلط بیانی اور دعووں کے باعث یوروپین نامہ نگاروں کی زبان سے آغاز جنگ ہی میں یہ اقرار کرالیا ہے کہ جس معرکہ میں اطالیوں کو قطعی شکست نہیں ہوتی اسکو وہ اپنی فتح سے تعبیر کرتے ہیں ۔ بلکہ غنیم کی پوری فتح کو بھی کامیابی کا رنگ دے لیتے ہیں ۔ لہذا یہ ذرا بھی تعجب انگیز نہیں کہ انھوں نے میجر انور بے کے نصیب اعداء زخمی ہوکر حسب ارشاد سلطانی جنہیں بحالی صحت و طاقت قسطنطنیہ جانے سے اپنی دلی خواہش کے لوگوں کو رنجیدہ ۔ بد دل کرنے کے لئے عمداً انکے انتقال کی خبر اڑادی ۔

غازی انور بے زندہ ہیں ۔ (لندن ۲۱ اپریل) رائٹر کے نامہ نگار قاہرہ کا ایک پیام مظہر ہے کہ یہاں ان خبروں کی تصدیق کرنیکے لئے کوئی بات معلوم نہیں ۔ جو اطالیوں نے میجر انور بے کی وفات کے متعلق اڑائی ہیں (خدا کا شکر ہے کہ میجر انور بے کی وفات کے اطالوی تار کی تصدیق نہیں ہوئی)

انور بے بفضل خدا زندہ ہیں ۔ (کلکتہ ۲۰ اپریل) اخبار کامریڈ نے بطور خود میجر انور بے کے انتقال کی افواہ پر بذریعہ تار قسطنطنیہ سے جو استفسار کیا تھا اسکا جواب مارشل محمود شوکت پاشا وزیر جنگ دولت عثمانیہ کی طرف سے یہ موصول ہوا ہے کہ غازی انور بے بفضل خدا زندہ و سلامت ہیں ۔

اطالیوں کا نقصان ۔ (روم ۲۴ اپریل) اطالیوں نے ۲۳ اپریل کو جزیرہ نمائے سکا بنیر پر (عربوں اور ترکوں کے) حملوں کو پسپا کرنیمیں ۷ مقتولین اور ۷۰ مجروحین کا نقصان اٹھایا (خدا جانے یہ نقصان کتنا شدید نقصان ہوگا ۔ جسکو اطالی گورنمنٹ نے اپنی عادت کے موافق چھپالیا ہے ۔

بندش دردانیال کا خطرہ ۔ (لندن ۱۹ اپریل) ہاؤس آف کامنز میں مسٹر آکلینڈ نے کہا کہ دردانیال کی بندش سے انگریزی جہازرانی کو جو نازک صورت پیش آئی ہے وہ بخوبی گورنمنٹ کے ذہن نشین ہوئی ہے اور وہ فوراً اسبارہ میں واقفیت حاصل کرنیکی کوشش کرینگے کہ آیا تارپیڈو کھلے سمندر میں تیرتے پھرتے ہیں ۔

جہازی کمپنیوں کا اضطراب (〃 〃) لائیڈز اور بالٹک ایکسچینج دردانیال کے بند ہونے سے بےچین ہیں ۔ بحیرہ اسود کے لئے مال کا بھرنا بالکل بند ہوگیا ہے ۔ اور اسوقت ڈیڑھ سو سٹیمر باسفورس کے اسطرف کھڑے ہیں ۔

دردانیال پھر کھولا گیا ۔ (قسطنطنیہ ۲۰ اپریل) ابھی خبر ملی ہے کہ جہازرانی کو سخت نقصان پہونچنے پر نظر کرکے گورنمنٹ نے دردانیال کو دوبارہ کھولدینے کا فیصلہ کیا ہے ۔

خدیو کا جہاز گرفتار (۲۰ اپریل) اطالین جنگی جہازوں نے ایک سیر و تفریح کے جہاز کو جو خدیو مصر کی ملکیت تھا ۔ ساحل ایشیائے کوچک کے سامنے جزیرہ روڈس کے بالمقابل گرفتار کرلیا ہے ۔

ترکی نہ ڈریگا ۔ (〃 〃) اخبارات بیان کرتے ہیں کہ کبھی دردانیال کی گولہ باری سے محض اٹلی کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اور طرابلس میں اسکی کوششیں ناکام رہنے کا ایک ثبوت ہے ۔

تار کاٹ دیا ۔ (روم ۲۰ اپریل) ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ اطالین بیڑے نے ایشیائے کوچک اور ترکی مجمع الجزائر کے درمیان والے بحری تار کاٹ ڈالے اور ایک ترکی الگنبوٹ کو غرق کردیا ۔

اطالین بیڑے کی واپسی ۔ (لنڈن ۲۰ اپریل) ریوٹر کو خبر ملی ہے کہ اطالین بیڑہ اٹلی کو واپس آرہا ہے کیونکہ اپنا مقصد اس نے پورا کرلیا ہے ۔ اطالین اخبارات رائے لگاتے ہیں کہ اٹلی کا ارادہ یہ تھا کہ ترکوں کو دردانیال کے بند کردینے پر مجبور کیا جائے ۔

دردانیال کو کھلوانے کی کوشش ۔ (سینٹ پیٹرزبرگ ۲۲ اپریل) دردانیال کی بندش نے جنوبی ایران میں تاجران غلہ کے درمیان سخت بےچینی پیدا کی ہے اور وہ وزیر اعظم روس سے اپیل کررہے ہیں کہ (روسی گورنمنٹ کی طرف سے) سمندر کے کھولنے کا مطالبہ کیا جائے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر راستہ نہ کھلیگا تو بھاری نقصانات اٹھانے پڑیں گے ۔

ترک طرابلس کو نہ چھوڑیں گے ۔ (لندن ۲۲ اپریل) بابعالی کی طرف سے آج دول عظمیٰ کے سفیروں کی ۱۶ ماہ رواں کی تحریر کا جواب دیا جائیگا جو جنگ میں بیچ بچاؤ کرانے کے متعلق ہے ۔ اس جواب میں بتایا جائیگا کہ ٹرکی کے لئے بغرض مصالحت نامہ و پیام کرنا ممکن نہیں جبتک سلطان المعظم کا شاہی اقتدار طرابلس پر تسلیم نہ کیا جائے ۔

دردانیال کھلنے کی امید ۔ (بعد کی خبر) ہاؤس آف کامنز میں مسٹر آکلینڈ نایب وزیر خارجیہ نے بیان کیا کہ اسوقت دردانیال کا کوئی محاصرہ نہیں ہے ۔ برطانیہ کلاں نے ٹرکی کو ایک تحریر بھیجکر امید ظاہر کی ہے کہ جہازرانی کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اسکو مدنظر رکھکر آبنائے کو جلد کھولدیا جائیگا ۔ برٹش گورنمنٹ کو یقین ہے کہ دولت عثمانیہ اس معاملہ کی اہمیت کو خوب پہچانتی ہے ۔

دردانیال کی بندش کا اثر ۔ (لنڈن ۲۳ اپریل) اگرچہ بابعالی نے دردانیال کو دوبارہ کھولنے کا ارادہ کیا ہے لیکن قلعوں کے کمانڈر نے ذمہ داری اپنے سر لینے سے انکار کردیا ہے کیونکہ اطالین برابر مجمع الجزائر میں موجود رہتے ہیں ۔ اسی اثناء میں کثیر التعداد جہاز ۔ غلہ سے لدے ہوئے بندرگاہ اور آبنائے باسفورس میں رکے کھڑے ہیں ۔ اور ایک لاثانی نظارہ پیش کرتے ہیں ۔ لائیڈز کے دفتر جہازات کے دلال بےچین ہیں ۔ کیونکہ بحیرہ اسود سے جو بھاری تجارت ہوتی تھی وہ بالکل بند پڑی ہے ۔ لندن اور بحیرہ بالٹک کے مالکان جہازات اپنے ٹھیکوں کو منسوخ کرنیکی گفتگو کررہے ہیں ۔

جزیرہ پر قبضہ ۔ (روم ۲۳ اپریل) اطالیوں نے بحیرہ ایجین

میں جزیرہ سینٹ اسٹیلیا پر قبضہ لیا ہے اور جہازوں میں کوئلہ پانی وغیرہ بھرنے کا ایک سٹیشن وہاں قائم کیا ہے جزیرہ کا موقعہ ممنوعات جنگ کی درآمد روکنے کے لئے بہت موزوں ہے۔

تحریک مصالحت پر ترکی جواب (قسطنطنیہ ۲۰ اپریل) بابعالی نے دُوَل کو انکی تحریر (استفسار متعلق خلیج) جو جواب دیا ہے وہ معتدل لہجہ میں لکھا گیا ہے۔ بابعالی دُوَل کی طرف سے بیچ بچاؤ کرانیکی آمادگی (ظاہر ہونے) کا شکریہ ادا کرتا اور اس شرط کے ساتھ اسکو مانتا ہے کہ ترکی کے کامل و مستحکم شاہی حقوق برقرار رکھے جائیں اور اطالین علاقہ طرابلس و بن غازی کو خالی کردیں۔ بقول بابعالی اس مشکل کا کوئی اور حل ساری سلطنت میں بدامنی پیدا کئے بغیر ناممکن ہے۔ یادداشت کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ ترکی طرابلس میں اٹلی کو اقتصادی مراعات دینے کے لئے تیار ہے۔

روس کی تحریک (〃〃) روس نے ایک دوستانہ یادداشت بھیجکر جتایا ہے کہ دردانیال میں سے فوری خطرہ دور ہوگیا ہے اور سفارش کی ہے کہ اسکو دوبارہ کھولدیا جائے۔ یقین کیا جاتا ہے۔ ترکی وزراء کل دردانیال میں سے کھلے ہوئے تارپیڈو کے ہٹالینے کا فیصلہ کرینگے۔

معاملات ایران

(طہران ۲۲ اپریل) اہل قبائل نے اصفہان کے شمال میں میجر برجن نامی ایک سویڈشن افسر جندرمہ پر جبکہ وہ شیراز سے واپس آرہا تھا حملہ کیا۔ اور حملہ آوروں میں سے ایک شخص مارا گیا۔

نیا انگریزی وکیل (〃〃) مختار السلطنت ایران نے کل سروالٹر ٹاؤنلی جدید انگریزی وکیل (متعینہ دربار طہران) کو شرف ملاقات بخشا۔

معاملات مراکو

(پیرس ۲۳ اپریل) بغاوت فیض سے کل قومی نقصان ۲۵ مقتول اور ۶۰ مجروح کا ہوا ہے۔ اخبارات عوام کے وحشیانہ مظالم کی داستانیں چھاپ رہے ہیں جو یورپینوں کی مقطوع الاعضاء نعشوں کو لئے ہوئے اور سروں کو نیزوں پر چڑھائے ہوئے سڑکوں پر پھرتے رہے۔

انقلاب چین

(ماسکو ۲۲ اپریل) منگولین لیڈروں نے ٹیولا کے کارخانجات اسلحہ سے ۶۰ ہزار بندوقیں اور بہت سے کارتوس منگوائے ہیں نیز جرمنی سے تیز فیر کرنے والی ۸ توپیں منگوائی ہیں۔

(پیکن ۲۳ اپریل) ایک اشتہار شایع ہوا ہے جسمیں بورڈ آف کالونیز کی موقوفی کا اعلان اس بنا پر کیا گیا ہے کہ منگولیا تبت اور ترکستان جمہوری سلطنت کے حصے بن گئے اور اب نوآبادیاں نہیں رہی ہیں۔

تبت میں جنگ (لندن ۲۳ اپریل) مسٹر مانٹیگو نے بجواب کرنل ییٹ ہاؤس آف کامنز میں بیان کیا کہ برٹش ایجنٹ مقیم گیانتسی نے اطلاع دی ہے کہ لاسہ میں اس مہینہ میں لڑائی برابر جاری رہی۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ چینیوں نے امن طلب کیا گیانتسی میں چینیوں نے اپنے اسلحہ تبتیوں کے ہاتھ بیچکر دام کھرے کرلئے بالآخر شکانسی میں باہم جنگ رہی جسمیں طرفین کے بارہ آدمی مارے گئے۔ ابھی دلائی لامہ کی نقل و حرکت کی نسبت ابھی حال معلوم نہیں ہوا۔

ایک انگریزی فوجی افسر۔ مصر اخبار "طنین" رقمطراز ہے کہ ایک انگریزی افسر بنام "موٹونگو" جو طرابلس الغرب میں مجاہدین کے ساتھ ملکر اطالیوں سے مقابلہ کرتا رہا ہے۔ دو روز سے ہمارے شہر میں وارد ہوا۔ کل ہمنے اپنا ایک نامہ نگار اسکے پاس جنگ کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا مگر چونکہ افسر مذکور نامہ نگار کے پہونچنے کے وقت وزیر جنگ سے ملاقات کرنیکو جانیوالا تھا۔ اسلئے ہمارے نامہ نگار کو اسکے بعض مختصر سوالات کا جواب دیسکا۔ ہمارے نامہ نگار نے افسر موصوف اسکے آنے کا سبب دریافت کیا تو جوابدیا کہ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے آیا ہوں۔ اسکے بعد عثمانی سپاہ اور انشاءات یک کی شجاعت بسالت کی از حد تعریف کی۔

جدید امداد۔ اخبار جون ترک رقمطراز ہے کہ مصر سے خاص تاربرقی اس مضمون کی آئی ہے کہ اہل مصر سے دو ہزار آدمی مسلح خورد و نوش کا کافی ذخیرہ ہمراہ لیکر مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوکر اٹلی والوں سے نبرد آزما ہونیکے لئے طرابلس کو چلے گئے۔

جنگ کے لئے رقم۔ اخبار جون ترک مظہر ہے کہ عثمانی وزارت جنگ کے پاس .... ۱۵ فرنک کی رقم خاص جنگ کے لئے موجود ہے جسمیں سے ابھی تک ایک کوڑی خرچ نہیں ہوئی۔

شاہ اٹلی پر جدید حملہ نہیں ہوا۔ روما سے اس مضمون کا تار آیا ہے کہ شاہ اٹلی پر جدید حملہ ہونے کے بارہ میں جو افواہیں اڑائی جارہی ہیں وہ محض بے اصل ہیں۔

۲۶ اپریل لنڈن۔ قسطنطنیہ کا ایک تاربرقی اخبار ڈیلی کرانیکل میں چھپی ہے۔ اسمیں بیان ہے کہ اہل اطالیہ نے بحیرہ ڈارڈنیلز پر جو گولہ باری کی تھی اُس سے قم قلعہ منہدم ہوگیا اور تین سو ترک مارے گئے۔

لارڈ لیمنگٹن لوٹا گیا۔ (لنڈن ۲۶ اپریل) امواز ایک تار بنام اخبار "سٹینڈرڈ" مظہر ہے کہ لارڈ لیمنگٹن کا کیمپ مقام الخورشید پر لگا ہوا تھا اسکو بختیاری لیڈروں نے تاراج کردیا۔ کرنل ویمس جو لارڈ لیمنگٹن کے ساتھ تھے انکی بہت سی چیزیں کہ نفیس بھی ضائع ہوگئے۔

بغاوت فیض کا نقصان (لنڈن ۲۶ اپریل) معلوم ہوتا ہے کہ فیض کی بغاوت کے دوران میں ۱۰۰ یوروپین مقتول اور ۲۶ مجروح ہوئے۔

اطالوی گورنمنٹ نے تحقیقات کی تو ثابت ہوا کہ جنگ کے سبب بائیکاٹ نے تجارت کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ بہت زیادہ ہے اسلئے کہ صرف شہر میلان کا نقصان کم و بیش بیس ملین فرنک ہوا ہے۔

معاملات ایران

معلوم ہوتا ہے کہ ایران کی انتظامی پیچیدگیوں کا ہنوز خاتمہ نہیں ہے جنڈرمری کے سویڈشن افسر پر جنوبی ایران میں رہزن آپڑے حالانکہ وہ سڑکوں کے انتظام کی ترقی کے کام پر لگائے گئے تھے۔ یہ بہت منحوس ہے۔ ایران کی زبردست قومیں قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں یہی بے آئینی کی جڑ ہے۔ ادھر سالار الدولہ بدستور مدعی چلا آتا ہے وہ علاقہ خراسان کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے اور مجلس ایران اسکے مغلوب کرنے میں بظاہر بے بس ہے۔ معزول شاہ محمد علی بھی سازش کے درپے ہے اگرچہ وہ قلمرو ایران سے نکالا گیا ہے۔ لیکن خبر ہے کہ ابھی سرحد ایران کی نواح میں منڈلاتا ہے۔ معزول شاہ نے دست خاص کا ایک خط زار روس کو ارسال کیا ہے۔ وہ کیپٹن غاماباف کے ہاتھ بھیجا ہے وہ اس دستہ فوج کا روسی ایجنٹ ہے جو شاہ معزول کی نگرانی پر تعینات ہے۔ خبر ہے کہ وہ چٹھی پہلے روسی وزیر خارجہ دیکھیں گے اور اگر مناسب سمجھیں گے تو زار کی خدمت میں اسکے پیش کرنے کی اجازت دینگے ورنہ روک لیں گے۔ کچھ معلوم نہیں کہ خط مذکور کا مضمون کیا ہے۔ کیپٹن غاماباف کی غیرحاضری میں معزول محمد علی اودیسہ میں فروکش ہیں وہ روسی افسر اسطرح اُنپر نگرانی کرتے ہیں کہ حراست میں فرق نہ آئے۔ روس اور برطانیہ اعظم دونوں اسبات کا وعدہ کرچکے ہیں کہ معزول شاہ کی واپسی منظور نہیں کیجاوے گی۔ لیکن خدا جانے یہ خط کس نیت سے بھیجا گیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ ترکی گورنمنٹ سرحد ایران کے علاقہ میں غاصبانہ روش اختیار کررہی ہے۔ اگرچہ ایران بھی اسلامی ہے۔ لیکن اُسکے حقوق کا لحاظ نہیں کرتی ہے۔ ایران کا علاقہ دبا رکھا ہے اور روس و برطانیہ اعظم کی کوشش ہے کہ اس قسم کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ یہ خبریں انگریزی اخباروں سے ظاہر ہیں۔ ایران کی کمزوری اُسکی بدنظمی اور لاچاری سے ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روس کو مشہد میں فوج رکھنی پڑی۔ گورنمنٹ ایران بار بار یقین دلاتی ہے کہ رہزنوں اور سرکشوں کو زیر کریگی لیکن عملی طور پر بے بسی چلی آتی ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے حد درجہ کی بردباری کی ہے۔ خدا کرے اسکا نتیجہ اچھا ہو۔ لیکن نیک امیدوں سے کیا ہوتا ہے جبکہ آثار بدستور ابتر ہورہے ہیں۔ جبکہ ترکی کے سلوک کا یہ حال ہے تو برطانیہ اعظم کی نیتوں پر حملہ کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ ہمارا ایران کا کام صرف احکام پاس کرنا نہیں ہے بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ آبادی میں انکی تعمیل خاطر خواہ ہو۔ زبانی وعدوں سے سنجیدہ ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا نہیں ہوگا۔ لارڈ ہارڈنج صاحب بہادر نے کلکتہ کی تقریر میں جو فرمایا ہے۔ پتھر کی لکیر ہے۔ اگرچہ معنوی خوشگوار نہیں ہے۔ لیکن بحالت مجبوری کیا چارہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ صرف یہ چاہتی ہے کہ تجارتی رستے جنوبی ایران میں بخوبی محفوظ ہوجائیں اور لوٹیروں کے جتھے توڑے جائیں مجرموں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دیں اگر ایسا نہ کیا تو گورنمنٹ عالیہ کو بھی اختیار تجارتی رستوں کی حفاظت براہ راست اپنے ذمہ لینی پڑیگی۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو اتحاد کا بدلہ دینے کی ضرورت نہ ہو۔ (علام)

عام خبرین

امیر مدینہ - اس بات کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی کہ گورنمنٹ ٹرکی کی تجویز یہ ہے کہ حسین شریف مدینہ منورہ کو امیر مدینہ مقرر کرے جو لوگ عرب کے پولٹیکل معاملات کے متعلق رائے زنی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں انھون نے اس بارہ مین کچھ شک ظاہر کیا ہے کہ کہین اس نامردگی کا نتیجہ یہ نہ پیدا ہو کہ زبردست شریف مکہ معظمہ الگ ہو جائین جنسے اس بات کی اُمید نہین ہو سکتی کہ وہ اتنے بڑے منصب پر اپنے ایک ہمجنس کی ترقی ہونے پر زیادہ خوش ہون گے۔ ز- ح

حاجیون کیلئے کراچی کا کھولنا - شملہ ۲۷ اپریل عازمان حجاز کیلئے سہولت و آسایش بہم پہونچانے اور بمبئی مین آمد و رفت حجاج کے موجودہ کام کو ہلکا کرنے کیلئے ہز اکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل نے فیصلہ کیا ہی کہ موجودہ زمانہ حج کیلئے اور مزید احکام جاری ہونے تک بندرگاہ بمبئی کے علاوہ بندرگاہ کراچی کو بھی عازمان مقدس سفر حجاز کیلئے کھولا جائے۔

نماز جمعہ کی تعطیل - امسال ندوۃ العلمار کے اجلاس لکھنؤ مین یہ ریزولیوشن بھی پیش ہوا ہے کہ ندوۃ العلمار کی جانب سے سرکار ہند مین عرض کی جائے کہ مسلمان ملازمین سرکاری کو جمعہ کے روز کم از کم دو گھنٹے کی تعطیل دیجائے اور اسکے ساتھ ہی علامہ شبلی نے فرما دیا۔ کہ صرف ندوۃ العلماء کی یہ کوشش کارگر نہ ہوگی جبتک ہندوستان کے ہر شہر اور دریا کے لوگ اپنے اپنے مقامون پر اس کے متعلق جلسے کر کے سرکار مین ایک متفقہ عرضداشت پیش نہ کرین مرسلہ ضرورتی درخواستون پر غور کری گی جنہین کوئی قوم اس کے حضور مین پیش کیا کرتی ہے (شمس الاخبار)

ریلوں کی آمدنی - ریلوے جات ہند کی سالانہ رپوٹ حال مین شائع کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ سال ہندوستان کی جملہ ریلوے جات کو ۵۰ کروڑ ۵۰ لاکھہ روپیہ کی آمدنی ہوئی تہی- جس مین سے ایسٹ انڈین ریلوے کو ۹½ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوئی تہی- گریٹ انڈین پنینشولر ریلوے کو ۷½ کروڑ نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ۸½ کروڑ اور بنگال ناگپور ریلوے کو ۳½ کروڑ .... مدراس اور سدرن مرہٹہ ریلوے ۳½ کروڑ ایسٹ بنگال ریلوے کو ۲½ کروڑ بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا ریلوے کو ۳½ کرور برہما ریلوے ۱½ کروڑ- راجپوتانہ مالوہ ریلوے کو پونے تین کروڑ- اودھ روہیلکھنڈ ریلوے ۲ کروڑ اور سوتھ انڈین ریلوے کو ۲½ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوئی تھی۔ امسال ریلوے کی آمدنی خاطر خواہ ہوئی اور جی آئی پی ریلوے میں تقریباً ایک کروڑ روپیہ منافع رہا ہی- (

مسلم لیگ کی اصلاح - معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے موجودہ قواعد کی بہت کچھ اصلاح کی جائیگی- جس سے مسلم لیگ قوم کی خواہشون کا آئینہ اور ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ بن- قوم- نیز لیگ کے قواعد داخلہ کو بھی وسیع کیا جائے گا تاکہ معمولی آدمیون کو ذہین شریک ہوتے و قت کچھ دقت محسوس نہو ہم اس نیک تحریک پر کارکنان مسلم لیگ کو مبارکباد کہے بغیر نہین رہ سکتے۔

تابوت پر خودکشی - برلن کے ایک گرجے میں ۲۳- مارچ کو ایک پر اندوہ حادثہ واقعہ ہوا- ایک نوجوان لڑکی کی تدفین کے موقعہ پر صدہا آدمی گرجے مین فراہم تھے جسنے عاشق کی بیوفائی کے رنج مین زہر کہا کر خودکشی کرلی تہی- باوجودیکہ وہ ایک گہر میں خادمہ تہی- مگر اپنے نیک اوصاف کیوجہ سے گہر کے لوگون مین نہایت ہردلعزیز تہی اور خوش اخلاقی اور خوبصورتی نے اسکے بہت سے شناسا پیدا کر دیے تہے- پادری ہنوز انجیل کی آیتین پڑہ رہا تہا کہ ایک نوجوان شخص مجمع کو چیرتا ہوا تابوت کے پاس پہنچ گیا- اور وہان پستول سے خودکشی کر کے تابوت پہ گر پڑا- یہ اسکا بیوفا عاشق تہا-

لڑکے کی بہادری - ۲۶- اپریل- لاہور- پردیلے نامی ایک خردسال جامرس لڑکے نے جو لائیر کلکتہ سے تعلق رکہتا تہا چند روز کا عرصہ ہوا ایک کم عمر بنگالی لڑکے کو جولنڈسے اسٹریٹ واقع کلکتہ میں ڈوبا جاتا تہا بچا لیا- لڑکا گہرے پانی مین جا رہا تہا اور مدد کے لئے چیخنے اور چلانے لگا بہت سے لوگ کھڑے دیکہا کئے لیکن کوئی شخص اسکی جان بچانے کو نہ چلا مسٹی ڈے خود تو پیر نہیں سکتا تہا لیکن اسنے جو ایک رسی جو ایک قلی کے پاس تھی لیکر اپنی ٹانگ مین باندہی اور اُسے پانی مین پھینک دیا اور خود تھوڑی دور پانی مین گیا اور اسی رسی کے ذریعہ سے لڑکے کو کھینچ لایا-

قبل اسکے ایک مرتبہ اور لا مارٹینیر کالج کے ایک لڑکے نے اسی طرح ایک شخص کی جان بچائی تھی -

ڈاکخانہ امروہہ مین چھ سو روپیہ کا غبن - یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ ڈاکخانہ امروہہ ضلع مراد آباد کے کلرک بابو جگت نرائن صاحب نے چند بلیٹون کا روپیہ جو چھ سو کی رقم تہا اور رکھنا تہا خورد برد کر لیا- سب پوسماسٹر امروہہ نے حساب پر جس وقت روپیہ طلب کیا تو کلرک صاحب نے ایک روز کی مہلت چاہی جو پوسماسٹر موصوف نے منظور نہ کی اور ہیڈ آفس کو بذریعہ تار اطلاع دی- ہمارے ناعاقبت اندیش کلرک بلا اطلاع امروہہ پوسٹ آفس سے یکایک غائب ہو گئے- لیکن پوسماسٹر نے خود اونکو مراد آباد کے پلیٹ فارم پر جا لیا اور اپنی حکمت عملی سے سمجھا بجھا کر اُن کو امروہہ لے گئے- تحقیقات کے اُن کا چالان کیا گیا- اور وہ پولیس کی حراست مین مراد آباد کی جیل مین پہنچا دیے گئے آئندہ نتیجہ معلوم ہونے پر درج کیا جائیگا-

خودکشی - مسز اڈون کارسن نے جو کلیفورنیا کے ایک لکھپتی کی بیوہ اور ساحل پیسفک پر سوسائٹی کی لیڈر متصور ہوتی تھی نیویارک کے فیشن ایبل ہوٹل مین کھڑکی کے باہر لٹک کر خودکشی کی- بقول کرانیکل اس ہندوستان مین جبکہ بتقریب دربار دہلی وہان گئی تھی پانچ ہزار روپئے کی موتیون کی مالا خریدی تھی- جسکو بحری چنگی خانہ نیویارک سے چھپا کر لیجانا چاہتی تھی- مگر حکام کو پہلے اطلاع پہونچ چکی تہی کہ اسکے پاس موتیون کی ایک بیش قیمت مالا ہے جو تلاشی سے مل گئی اور ضبط کی گئی- مسز اڈون بعدہٗ خفیف ضمانت پر رہا ہوئی- لیکن اُسے گرفتاری کا ایسا صدمہ ہوا کہ اس ذلت کی متحمل نہ ہو سکی اپنے اسباب سے ایک مضبوط رسی کھولکر اسکا ایک سرا ٹرنک سے اور دوسرا سرا اپنی گردن سے باندہکر کھڑکی سے باہر کود پڑی- اسکا کمرہ آٹھوین منزل پر تہا- کچھ عرصہ تک کسی نے نہ دیکہا- لیکن جب اس حادثہ کا علم ہوا تو ایک گھنٹہ پہلے اسکی جان نکل چکی تھی- افسوس ہے-

چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

بیویونکا تبادلہ - بقول ڈاکٹر مین ہندوستان کی مہار قوم مین یہ بُری رسم رائج ہے کہ عورت جب چاہتی ہے شوہر کو بدل لیتی ہے اسیطرح شوہر بھی اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری کو بیوی بنا لیتا ہے یہ نہایت مذموم رواج ہے اور صرف تعلیم ہی ایسی برائیون کا ازالہ کر سکتی ہے-

——— قلعہ دہلی مین مخزن بارود کے اُڑ جانے کے سنگین حادثہ کی خبر دیچکے ہیں آٹھ آدمی گولے صاف کرتے تھے اور ایک اسٹاف سارجنٹ ان کی نگرانی پر تھا- معلوم نہیں کہ حادثہ کیسے ہوا- پانچ مزدور فوراً مقتول تہے- ان کی لاشون کے پرخچے اُڑ گئے جن کے حصّے دور دور تک جا پڑے تہے- سارجنٹ بھی تھوڑی دیر بعد مر گیا- اس کے بعد ایک اور مزدور ہلاک تھا- باقی دونون کی حالت بھی بہت نازک ہے- فائر بریگیڈ اور پولیس نے بر وقت پہنچکر بڑی خدمت کی- حادثہ کے بعد آگ لگ گئی تھی وہ بسرعت فرو کر دی-

——— کھلنہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر کے اجلاس مین تعزیری پولیس سپنل پنڈت اس الزام میں ماخوذ تھا کہ وہ کسی شخص سے ایک انگوٹھی لے کر صاف مکر گیا- عدالت نے ملزم پر جرم ثابت پاکر اس کو زیر دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند تین ماہ قید سخت کی سزا کا حکم دیا-

——— لکھنؤ کے منیجر جے سی راڈن صاحب گورنمنٹ آف انڈیا کے کمشنر حفظان صحت مقرر کئے گئے-

لوکل رپورٹ

موسم

فصل ربیع عموماً اچھی حالت میں درو ہوئی۔ نرخ غلہ بتدریج بڑھ گیا ہے۔ البتہ جنس جو بسبب خریداری اہلی برادرس گران ہے کہانڈ کی مانگ دساورسے قایم ہے۔ آم پر کافی پھل آیا ہے گرمی ترقی پر ہے۔

طاعون

جن بعض قصبات و دیہات میں طاعون نمودار ہوا تھا وہاں بدستور کیس ہوتے رہتے ہیں مثلاً منڈاور نگینہ وغیرہ

ضلع بجنور میں لائٹ ریلوے کی تجویز

تجویز کی گئی ہے کہ ایک ہلکی ریلوے سب سے چھوٹے پیمانے کی ہر ایسے ضلع کے مقام پر جس جگہ اوسکی ضرورت محسوس ہو نکالی جائے ضلع بجنور میں بھی گورنمنٹ کی ایک چٹھی پر اسکی تحریک ہو رہی ہے یہ تجویز حکام اور باشندگان ضلع کو پسندیدہ ہے مگر اختلاف اس امر کے متعلق واقع ہوا ہے کہ یہ ریلوے کس جگہ سے نکالی جائے۔ اور کس مقام پر مین لائن کے اسٹیشن سے ملادی جائے۔ صحیفہ اس پر بار بار بحث کریگا۔ بجنور میں کو بھی انسٹیٹیوٹ کے اندر ایک کمیٹی بھی اس معاملہ کے متعلق منعقد ہوئی جس میں صرف پانچ چھ ممبر شریک تھے۔ توجہ کے قابل یہ امر ہے کہ ہر شخص اپنی ذاتی نوائیشین نظر رکھتا ہے۔ پبلک ہمدردی اور اوسکی ضرورتوں پر خیال کرنا چاہیے نجیب آباد کرت پور۔ منڈاور چاندپور۔ تاجپور مہوارہ۔ دہامپور۔ نہٹور۔ ہلدور جہالو۔ نگینہ۔ سب جگہ کے باشندے اپنی اپنی طرف خود مطلبی سے رائے زنی کرتے ہیں۔ باین ہمہ کہ ہم کرت پور کے ساکن ہیں لیکن کرت پور نجیب آباد کی جانب بجنور سے لائٹ ریلوے کا جانا بوجوہ پسند نہیں کرتے اگر یہ ریلوے لائن کانٹھ تاجپور۔ اور تاجپور سے نہٹور ہوتی ہوئی بجنور آئے۔ یا دہامپور اسٹیشن سے نہٹور ہلدور کو گذر کر بجنور پہنچے تو بہ نسبت چاندپور بجنور کے یہ امر بہتر ہوگا۔ چاندپور میں بڑی لائن جو گجرولے سے بچھراؤں دہنورہ ہوتی ہوئی آئی ہے۔ جس کی تکمیل بڑے پیمانہ پر بوجوہ ذیل نجیب آباد تک ضروری ہے۔ چاندپور تک جو لائن لائی گئی ہے اگر وہ چاندپور تک ہی محدود رہی تو ہر حیثیت سے بیکار ثابت ہوگی مسافر اور مال کی آمدورفت اوس پر بہت کم ہو سکتی ہے۔ جب تک وہ نجیب آباد کو نہ بڑھائی جائے گی اوسکی آمدنی بہت کم اور محدود رہے گی اگر نجیب آباد تک بڑھائی جائے تو ریلوے آمدنی میں اضافہ اور پبلک کو راحت ہو بہ نسبت دیگر لائنوں کے اس لائن میں بہت کم روپیہ صرف ہوگا۔ چاندپور سے بجنور تک اور بجنور سے نجیب آباد تک کوئی پل نہ بنانا پڑے گا اس مسافت میں سوائے نالوں کے کوئی بڑا پل بنانے کی ضرورت نہیں۔ زمین کا سطح قریب قریب پختہ اور ہموار ہے اسوجہ سے بھی روپیہ بہت کم خرچ ہوگا۔ نیز گجرولے سے چاندپور تک کی لائن۔ اور نجیب آباد سے کوٹدوار منڈی تک لین سیدون لائن بوجہ تکمیل نہ ہونے کے بیکار ہے۔ غرض وغایت جب تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ چاندپور سے نجیب آباد تک بڑی لائن نہ کھولی جائے اگر لائٹ ریلوے چاندپور سے بجنور لائی گئی تو وہ بڑی لائن کو کافی طور پر مدد نہیں دے سکتی بڑی لائن کا اترا ہوا مال اور مسافر لانے لیجانیکو یہ سبک ریلوے کافی نہیں نہ بڑی مقدار کا مال شل گاؤدار شہتیر اور پہاڑی لکڑیوں کے لائٹ ریلوے بار نہیں کر سکتی نیز کسی نہ کسی وقت بڑی لائن چاندپور لین سدون ریلوے کی تکمیل ضرور کرے گی۔ جس کے واسطے یہی مناسب ہے کہ جلد بلکہ فوراً اوسکی تکمیل بنظر فوائد کیجائے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چاندپور سے بجنور تک سبک ریلوے بالفعل کھولدی جائے تو بہتر۔ اون کو بورڈ اور پبلک کے روپیہ سے کچھ ہمدردی نہیں یہ چھوٹی اور ہلکی لائن اوسوقت تک بیکار ہو جائے گی۔ جب چاندپور سے بجنور ہوتی ہوئی بڑی لائن نجیب آباد تک کھولدی جائے گی۔ اسوقت کا خرچ کیا ہوا زر خطیر بیکار ہو جائیگا اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ جو پختہ کنکر کی سڑک بجنور سے نجیب آباد کو تجویز ہوئی ہے وہ معارض التوا میں پڑ جائے گی یا بالکل کسی وقت نہ بنائی جائیگی اور بورڈ کا روپیہ بڑی لائن آنے پر برباد ہو جائیگا جو اس سبک ریلوے میں خرچ کرنے کی رائے دیجاتی ہے۔ اب دوسرا بحث طلب یہ امر ہے کہ بجنور سے یہ لائٹ ریلوے نجیب آباد کو جائے یا منڈاور کو گذرتی ہوئی اسٹیشن چندوک یا بالاوالی میں ملادی جائے ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ بجنور سے نجیب آباد تک سبک ریلوے کا بڑھانا بیکار ہے۔ جسکو کسی وقت بڑی لائن اگر ضائع کردیگی بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ریلوے دہامپور سے نہٹور یا کانٹھ سے تاجپور۔ نہٹور۔ ہلدور۔ جہالو۔ بجنور۔ منڈاور ہوکر اسٹیشن چندوک میں ملادیجائے۔ سوال یہ ہے کہ دریائے مالن کے پل میں زیادہ روپیہ صرف ہوگا۔ لیکن بجنور سے نجیب آباد کو لیجانے میں جو روپیہ ۲۲ میل کی مسافت پر صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ بجنور سے چندوک۔ دولت پور ۱۴ میل ہے اوسطرف کو بہت کم روپیہ خرچ ہوگا آٹھ نو میل کا صرفہ بچتا ہے جسمیں دریائے مالن کے کئی پل تیار ہو سکتے ہیں حالانکہ ضرورت ایک ہی پل کی ہے۔ ان امور کے علاوہ اس طرح لائٹ ریلوے کے تجویز کو تکمیل کرنے سے ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ قصبات جن میں لائٹ ریلوے لائن آنے کا شان و گمان بھی نہیں اس لائٹ ریلوے سے ان آبادیوں کی تجارت کو بڑی سرسبزی اور کامیابی حاصل ہوگی اور بڑی لائن کے کھلنے پر جو چاندپور سے بجنور ہوئی نجیب آباد جائیگی دونوں لائنوں کا بجنور میں جنکشن ہو جائیگا جس سے بجنور صدر مقام کو بڑی ترقی ہو سکتی ہے تحفہ ہند میں ایک منڈاوری نامہ نگار نے جو ضلع کے جغرافیہ سے بھی واقف نہیں لائٹ ریلوے کے متعلق ایک رائے لکھی ہے کہ بجنور سے لائٹ ریلوے نجیب آباد کو جائے منڈاور جانیکی ضرورت نہیں اس لین کو جاتی ہوئے موضع ادلق پور واقع ہوتا ہے جو منڈاور سے قریب ہے منڈاور والوں کے واسطے وہاں اسٹیشن بنادیا جائے۔

تو کار زمین را نکو ساختی ❊ کہ با آسمان نیز پرداختی

یہ رائے اسلئے غلط ہے یہ موضع ادلق پور اس سڑک میں واقع نہیں بلکہ سڑک سے دو میل بچا ہوا ہے کوئی ریلوے لائن کرت پور کو نکالی گئی تو موضع ادلق پور سے ریلوے شرق کی طرف کو بچ کر جائیگی سوال از آسمان جواب از ریسمان کہاں ادلق پور اور کہاں کرت پور کی سڑک اسکے سوا ادلق پور اور منڈاور کے درمیان ۴ میل سے زیادہ فاصلہ ہے اور اسکے عین رستہ میں دریائے مالن بہتا ہے۔ جس سے منڈاور کے مسافر ہمیشہ عبور کرکے نہیں آجا سکتے یہ نامہ نگار کرت پور کے فاصلے کو بھول گیا وہ بھی منڈاور سے چار میل ہے جب دونوں جگہ کی دوری برابر ہے اور وہ ہی دریائے مالن بیچ میں تو فضول دوسرے اسٹیشن کی رائے دیتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ منڈاوری نامہ نگار اوس ہاتھی کی مثال ہے جو اپنے گھر کی فوج کو مارتا ہے۔ منڈاور کا رہنے والا اور وطن سے مخالفت عجیب تر ہے۔ اب ہم زمیدار کاشتکار کی وہ رائے جو اوس نے ہماری رائے کی تائید میں۔ اپنی لوکل رپورٹ میں لکھی ہے نقل کرتے ہیں۔ جسکا ہر فقرہ نہایت قیمتی اور معنے خیز ہے اوس نے اس ضرورت پر کہ ریلوے بجنور سے منڈاور ہوکر چندوک یا بالاوالی میں ملجائے۔ نہایت مدلل اور وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے وہو ہذا۔

لائٹ ریلوے۔ گورنمنٹ کی ایک تحریر اس بارہ میں کہ سبک ریلوے تجربہ سے کامیاب ثابت ہوئی ہے اگر دو کل اغراض کے لئے نکالی جائے تو کن مقامات پر بآسانی نکالی جا سکتی ہے ضلع میں آئی تھی۔ انجمن زمینداران کے ایک جلسہ میں افسوس ہے کہ پانچ چھ اصحاب سے زیادہ نہ تھے اس پر غور ہوا اور اوسمیں یہ تجویز ہوا کہ چاندپور سے بجنور ہوتی ہوئی نجیب آباد تک بنایا جانا زیادہ آسان و مفید ہے ۴۰ میل کا فاصلہ ہے زمین ہموار ہے۔ کوئی دریا حائل نہیں۔ ہر دو کناروں پر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے سے میلان ہوتا ہے۔ سڑک پختہ بجنور نجیب آباد کے لئے دو لاکھ روپیہ جو منظور ہوا ہے اور شاید ۵۰ ہزار سالانہ اوسکی مرمت کے لئے ہے۔ یہ سب بچ جائیگا اور پہاڑی تجارت کو فروغ ہوگا قصبات متصلہ کو فائدہ پہونچیگا۔

لیکن ضلع کی عام رائے پر اگر نظر کیجاتی ہے تو اس تجویز سے اکثر اہل الرائے متفق نہیں ہیں۔ لائٹ ریلوے دراصل ایک دفع الوقتی یا رفع ضروریات کی منشا کو ہی پورا کر سکتی ہے۔ سہارنپور شاہدرہ لین پر اگرچہ مالی حیثیت سے اسکو کامیابی ہوئی۔ لیکن وہاں کے مال اور مسافروں کو بیحد شکایات ہیں مال کو حسب دلخواہ جب بڑی بڑی لائنیں نہیں ڈہو سکتیں تو اسپر اوس سے ہی زیادہ شکایتوں کا انبار ہونا لازمی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ یہ مسافروں کے لئے بھی کافی نہیں اونکیں وہاں دہینگا مشتی کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔ کسی بڑی لین سے اسکو لانا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ لین اوس درمیانی سلسلہ کو مکمل کردے گی بڑی غلطی ہوگی جب بڑی لین سے بکثرت مال و مسافر اس پر دھمیکہ اوترینگے کہ بقیہ سفر و بار برداری لائٹ ریلوے پورا کرے گی حالانکہ لائٹ ریلوے کسی طرح اوسکی قایمقامی نہیں کر سکتی تو درمیانی سفر میں پڑا رہنے کی ناقابل برداشت دقتیں ایسی پیدا ہوں گی جسکا کوئی چارہ کار نہو سکیگا صحیح اصول یہی ہے کہ بڑی لین کا سلسلہ بڑی لین سے پورا ہو اور لوکل آمدورفت یا لوکل شاخوں کی تکمیل کے لئے لائٹ ریلوے

تجویز کیجاوے۔ خیال یہ ہے کہ گجرولہ چاندپور کی شاخ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کسی وقت ضرور نجیب آباد جنکشن پر ہینڈرون شاخ کی تکمیل کرے گی ممکن ہے کہ دہلی دار السلطنت ہو جانے پر گورنمنٹ آف انڈیا کا اعلیٰ اسٹاف ضلع بجنور کی شکارگاہوں سے مستفید ہو جائے اور اوسوقت اعلیٰ طبقہ حکام کی ضرورتوں میں ہمارے تکلفین بھی شامل ہو جائیں اور ریلوے چاندپور سے آگے بڑھ نکلے لائٹ ریلوے یا ایک ناقص ریلوے کا ردی یا اوسکے ماتحت اسکا ٹھیک نہ ہو گا۔ اسپر غور کرنا ضروری نہے کہ ضلع کے تمام قصبات یا ضلع کے تمام حصوں کے وسائل آمد و رفت میں سہولت پیدا ہو جائے۔ نگینہ بجنور کی ایک پختہ اور مکمل سڑک ہے اب وہان کوئی ریل نہو تو کچھ ضرورت نہیں۔ بجنور نجیب آباد کی خام سڑک پختہ ہو جاوے تو وہ بھی ایسی مہمل ہو جاوے گی۔ نہٹور سے ہلدور اور جہالو ہوتی ہوئی بجنور سے منڈاور ہوتے ہوئے بالا والی یا چندوک اسٹیشن تک سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ بجنور میں سے قریب ہو جاوے۔ پنجاب نے ہم کو تجارت شکر و غلہ کا بہت بڑا تعلق ہے اور بڑے جھگڑے سے ہم مظفرنگر پنجاب کی منڈیون تک پہونچ سکتے ہیں۔ کسی ممکن سیدھی سڑک کو چل نہ سکنا برٹش برکات سے بعید ہے صرف مالن ندی کا ایک پل نہ ہونے سے ہم ایک اچھی اور سیدھی سڑک سے جسکا بڑا حصہ پختہ ہے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے یہ افسوسناک امر ہے۔ ایک لائٹ ریلوے ہماری اکثر قصبات سیوہارہ تاجپور۔ نورپور۔ نہٹور۔ ہلدور جہالو کو بجنور سے اور منڈاور ہوتی ہوئی بالاوالی پر ہمارے تمام جنوبی حصہ ضلع کو پنجاب اور دیگر اضلاع مغربی سے قریب کر سکتی ہے۔

اب چونکہ لانبے لانبے گرڈر تیار ہونے لگے ہیں مالن ندی کا پل ایک ملکی ریل کے لئے نہ صرف آسان و کم خرچ ہے بلکہ اوسکا وہ بے ضرورت میلون کا چکر بچا کر جو کنی اور جگہ ملانے سے پیدا ہوتا ہے گویا مفت تیار ہو جائے گا۔

دہام پور

میں نصف شب کے وقت ایک ہونہار نوجوان رئیس زادہ کا بے گناہ تپنچہ کی گولیوں سے ہلاک ہونا اور ایسے تیر انداز بہادر کی بزدلانہ حملہ سے ناگہانی موت جو بیں میں بیدل ہو کر تیر زبان پر گولی چلانا اور ہلاک کر ڈالنا ہوا قدرتی قانون "جیسی کرنی ویسی بھرنی" کا ہو بہو نظارہ۔ اور زید کی تعزیر عمرو و بکر کیلئے عبرت یعنی ریاست گھیسر کے مشہور رئیس زادہ کنور تیج پال سنگہ کا ریاست گاہ اسد پور میں قتل ہونا۔

(اصلیت خدا کے علم میں)

قبل اسکے کہ ہم واقعہ مذکور کے متعلق کچھ تحریر کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ریاست شیرکوٹ حال ہیڈ کوارٹر اسد پور متصل دہام پور کی مختصر ہسٹری بیان کر دیں۔ اسکی غیر طویل ہسٹری یہ ہے کہ جب یہ ریاست چودہری نسبت سنگہ صاحب کو بعد وفات چودہری مراد سنگہ صاحب اپنے برادر حقیقی کے وراثتاً پہونچی اور چند سال بعد اونہوں نے بھی انتقال کیا تو ریاست کا داخل خارج رانی بادام کنور اون کی زوجہ کے نام ہوا جو ہنوز حیات ہیں۔ لیکن جب اہل قبیلہ و نیز اہلکاران

میں نزاعات و مناقشات پیدا ہوئے تو مجبوراً خورشید علی خان صاحب سابق تحصیلدار دہام پور رئیس جانشٹھ کی اطلاع دہی پر ضلع کے بیدار مغز صاحب کلکٹر بہادر نے علاقہ کورٹ فرمالیا اور بدھ سنگہ صاحب کو جنکو نزاعات میں بمقابلہ چودہری گھاسنگہ صاحب دعویدار ریاست کے دوسرے فریق کی جانب داری سے دلچسپی تھی وہان آنیکی ممانعت کر دی گئی۔

اسیوقت چودہری گھاسنگہ صاحب۔ نبیرہ چودہری نسبت سنگہ صاحب کے چچا تھے عدالت دیوانی میں ملکیت کا دعویدار ہو کر اپنے نام داخل خارج ہونے کی نالش دائر کی جسمیں عدالت ابتدائی سے ناکامی ہو کر عدالت ہائیکورٹ سے کامیابی حاصل ہوئی اور اون کے نام داخل خارج ہو کر دخل کلی مل گیا۔ لیکن اسوقت میں قاضی نجم الدین و منشی عبد العزیز و منشی نرائن داس وغیرہ کارندگان ریاست نے بتدابیر خاص چند مواضع اپنے نام ہبہ کرالئے جنپر قبضہ بھی ہو گیا۔ ایک موضع شبراتی خیاط کے نام بھی منتقل ہوا تھا جو صرف کپڑے سیتا تھا۔ مگر جب یہ حالات جناب مسٹر کالون صاحب بہادر کلکٹر بجنور کو معلوم ہوئے اور اونھوں نے اس کے متعلق مناسب تحقیقات فرمائی تو اصل حالات پر روشنی پڑی اور ہبہ نامجات واپس ہوئے اور علاقہ بوجوہ دوبارہ کورٹ ہو گیا منشی نرائن داس نے عدالت ججی مرادآباد میں دعویٰ بھی کیا اور صاحب کلکٹر بہادر ممدوح کو بھی جوابدہی کی تکلیف اوٹھانا پڑی مگر نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تہا۔ اہلکاران مذکور بوجہ مخالفت ریاست کے دشاید بجوت جناب ممدوح ، ضلع بجنور چھوڑ کر چلے گئے اور بعد تشریف لیجانے جناب ممدوح کے ضلع ہذا میں آئے۔ اس کورٹ کا حکم واگذاشت رائے بہادر چودہری رنجیت سنگہ صاحب آنجہانی پسر متبنٰی چودہری گھاسنگہ صاحب کے نام ہوا جو ریاست کا انتظام اپنے اصول پر کرتے رہے۔ انکی بے وقت اور اچانک موت کے بعد سے ابتک یہ ریاست موجودہ مساۃ رانی بھوتکنواری صاحبہ زوجہ آنجہانی کے پاس ہے جنکے ریاست گاہ پر قتل واقع ہوا ہے تخمیناً چھ ماہ قبل تک ریاست میں کوئی سرکاری یا پرائیوٹ قابل و خاص منیجر نہ تہا بلکہ ریاست کا جملہ انتظام کارندے ہی کرتے رہے کیونکہ رانی صاحبہ پردہ نشین ہیں اور پردہ ہی میں جملہ کارروائی متعلق ریاست عمل میں آتی تھی۔

واقعہ کی اصلیت جب (حسب تحریر صحیفہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء) خود منیجر صاحب ریاست ہی کو نہیں معلوم ہے تو ہمیں کیا معلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ مقدمہ مختلف اہمیات رکھنے کے باعث نہایت غور و تفتیش کا محتاج ہے۔

نیز ریاست کی اس ہسٹری کو دیکھنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب سے قبل ریاست نے کئی قالب بدلے لاکھ نمایاں ہوئیں نزاعات کا ظہور ہوا اور شیرکوٹ جیسی جگہ میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ قصبہ سابق میں بعض حیثیات میں ممتاز و مشہور تہا لیکن کسی سنگین واردات کا وقوعہ نہیں ہوا۔ — اور موجودہ حالت میں جبکہ ریاست میں ماہانہ ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ کے پرائیوٹ منیجر بھی تخمیناً چھ ماہ سے موجود ہیں ایسا اعلیٰ مسن تجربہ کار چودہری

قتل ہو گیا — چونکہ اندرونی حالات کا جیسے بھی ہوں نہ ہمیں اون کا علم ہے اور نہ اس سے بحث اور نہ اس قسم کی بحث سے کچھ سروکار۔ لہذا اسکا جواب ہم تو کچھ دے نہیں سکتے اور سب سے زیادہ ستندر وہ حالات اور وجوہات ہونگی منیجر صاحب کے اون دوراندیشانہ الفاظ پر جو انھون نے اڈیٹر صحیفہ کو جواب دریافت حال ارشاد فرمائے اڈیٹر صحیفہ کا استعجاب ہماری خیال میں بھی بجا ہے۔ اتنی خبر تو ریاست گاہ کے قریب کی خاموش مخلوق کو بھی معلوم ہو گی کہ ایک شخص گولی سے مرتا ہے اور بس — ہمارا اس سے یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ صاحب موصوف اصل حالات سے واقف ہیں اور مصلحت اخفا کرتے ہیں بلکہ ہماری غرض یہ ہے کہ جو منیجر ڈپٹی کلکٹر بہادر پنشنر ہوں ۔ ماہانہ ۲۵ نقد تنخواہ پاتے ہوں اور ضلع کی آگ ، اونکے ہمراہ رئیسہ ریاست کے انتظام کی باگ اونکے ہاتھ میں ہو اونسے واقعہ کے متعلقہ امور پر زیادہ روشنی پڑنیکی امید کیجا سکتی تہے۔

ہمیں بحیثیت اپنی عادل بیدل گورنمنٹ کے وفادار رعا ہونے کی اپنا خیال اس امر کے متعلق ظاہر کرنا منظور ہے کہ اب آئندہ ریاست کے انتظام کے لئے بھی موجودہ صورت کافی ہے یا ریاست قابل نگرانی کورٹ آف وارڈس کے ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جملہ افواہات سے قطع نظر خود اس واقعہ کو بعض پہلو بھی یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اگر ریاست کورٹ نکی گئی تو اون خطرات میں سے کسی خطرہ کا وقوع میں آجانا بعید از قیاس نہیں ہے جنکی پیش بندی اور رفع داد کے لئے محکمہ کورٹ آف وارڈس قائم ہے — قاتل خواہ پرتاب سنگہ ہو یا کوئی اور۔ اور پرتاب سنگہ تنہا ہو یا بشمول دیگران۔ لیکن (بربنائے بیان پرتاب سنگہ مندرجہ صحیفہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء) یہ نتیجہ بہرکیف نکالنا چاہیے کہ۔ بعض قریبی رشتہ داروں میں مساۃ ممدوحہ کی طرف سے مختلف قسم کے شبہات جاگزین ہو گئے ہیں — نیز جیسا کہ سابقین ریاست کی کورٹ کئے جانے یا گورنمنٹ کی جانب سے قابل منیجر تعینات کئے جانیکی خبر مشہور ہوئی تھی اور اہلکارانیں حساب فہمی کے خیال سے طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے اور مچلی سے بچ جانے کی افواہیں اُڑائی تھیں۔ اگر ایسا انتظام ہو بھی جاتا تو گمان اغلب تہا کہ افسوسناک واقعہ وقوع پذیر ہوتا۔ پس اس نتیجہ پر پہونچنا ہماری خیال میں بے فائدہ نہیں ہے کہ اگر اب بھی کورٹ نہوا تو آئندہ حکام کو کورٹ کرنے میں (اگر ضرورت ثابت ہوئی تو) مزید پیچیدگیوں کا سامنا ہوگا ہمارا خیال ہے کہ اگر رائے بہادر چودہری رنجیت سنگہ صاحب آنجہانی کے بیوقت وفات کے وقت سید خورشید علیخان جیسے اولو العزم اور بارعب تحصیلدار موجود ہوتے تو رعایہ کی نگرانی و انتظام نہایت قابل اطمینان ہو جاتا ضلع کے بیدار مغز حاکم حضور کلکٹر صاحب بہادر دام اقبالہ سے امید ہے کہ براہ رعایا پروری اس بے شور ریاست کے حالات اور ضرورتوں کی طرف ضرور توجہ مبذول فرماوینگے۔ ہمارا منشا صرف یہی ہے اور بس۔ نیز عدالت سے امید ہے کہ وہ نہ صرف الزام و ملزم کی تحقیقات و فیصلہ اکتفا فرمائیگی بلکہ اگر کچھ امور ایسے منکشف ہوں جنکا براہ راست یا بلا تعلق ریاست کے معاملات سے ہو تو اونپر بھی کافی روشنی ڈالیگی۔ ہمیں افواہاً یہ مسموع ہو کر افسوس ہوا کہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کے صحیفہ میں اڈیٹر کا اوکل نوٹ دیکھکر کارندگان ریاست میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اڈیٹر مذکور پر کوئی ایسا قانونی حملہ کیا یا اثر ڈالا جائے جس سے وہ یا کوئی دوسرا اڈیٹر ونامہ نگار ریاست یا اسکی اس مقدمہ کے بارہ میں قلم نہ اُٹھا سکے ہمارے خیال میں اڈیٹر مذکور نے کوئی جا و بیجا شکایت کی ہے اور نہ کسی پر حملہ کیا ہے۔ اسکا فرض منصبی ہے کہ وہ ضروری معاملات پر حکام بالا کی توجہ منعطف کرے۔ لیکن اگر یہ افواہ صحیح ہے

کہ برٹش راج میں ایسا ادبی بکری ایک گہاٹ پانی پیتی ہیں — راقم ایک لوکل نوٹ نامہ نگار از دہامپور
(ح۔ح۔م)

مدینہ اور عام مسلمانوں کی خاطر

نہایت قابل قدر خود تجربہ شدہ روپیہ کمانے والی لاثانی اور تحفہ کتابیں!

(رعایتی) صابون سازی (دو روپیہ)

بغیر مدد اُستاد گھر بیٹھے ہر قسم کے دیسی انگریزی مختلف نمونوں کے صابون نہایت آسانی سے خود بنا لو گے۔ یقین دلاتا ہوں کہ سینکڑوں روپے خراب اور خود تجربہ کرکے دیسی انگریزی صابون بنانیکے بھید الف سے ی تک کھولدئے ہیں جو کوئی پانچسو ہزار روپیہ لیکر نہ بتاوے۔ اسمیں سیکڑوں ہی قسم کے دیسی۔ انگریزی صابون بنانے کے نہایت آسان صاف عبارتمیں طریقے مع نقشہ جات لکھے ہیں مثلاً دیسی صابون بذریعہ چونہ۔ سجی بذریعہ سوڈا کاسٹک۔ میدہ صابون۔ چاک صابون۔ امرتسری۔ بھول صابون۔ خمیرہ صابون۔ انگریزی پیپر سوپ۔ کاربالک ہر قسم۔ رنگدار و خوشبودار۔ نارنجی۔ گلابی۔ موتیا۔ کیوڑہ ارنڈی صابون بنانا۔ کثیر منافعہ کی خاطر صابون کو ملاوٹ دار وزندار اور عمدہ بنانا۔ ہر قسم کے تیل و چربی کا بنانا۔ بال اُڑانے کا صابون پوڈر بنانا۔

ہزار روپیہ کا نسخہ ۔ سرسوں کے تیل کو۔ سفید تلوں کے تیل کو گھی بنانا۔

اصلی قیمت دس ۵ روپے۔ مدینہ کی خاطر رعایتی دو روپے۔

(نوٹ) مفید اور قیمتی مضمون کے دام ہیں کاغذوں کے دام نہیں

(اصلی ۵ر) کاریگر (رعایتی ۲ر)

دس بیس روپے روز کما لو!

ایک طرح پر لاکھ کا گھر خاک میں ملا کر خود تجربہ کرکے **کاریگر** اور **صابون سازی** ان دونوں تحفہ کتابوں کو بڑی محنت اور مشکل سے طیار کیا ہے۔

یقین کریں کہ ان کتابوں سے سیکڑوں نہیں ہزاروں روپے آپ آسانی سے کما سکتے ہیں۔ اس سے کئی غریب لعیر۔ بے روزگار برسر روزگار بلکہ ساہوکار اور سیٹھ بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں نے دنیا میں دھوم مچا دی ہے۔

اسمیں علاوہ چند مختلف قسم کے دیسی۔ انگریزی صابون بنانیکے

گلٹ سازی۔ سونے و چاندی کا ملمع کرنا۔ رنگ سازی تار برقی۔ دندان سازی۔ گھڑی سازی۔ فوٹوگرافی۔ ربڑ کی مُہریں۔ موم۔ موم جامہ موم بتی۔ کانچ سازی کھانڈ کے کھلونے۔ چوڑیاں۔ جادو کا قلم۔ انگوٹھی۔ جادو کا قلم بنانا۔ نمک کا پیالہ۔ کافور کی مالا۔ گندھک و پارہ کا گلاس۔ ترپال۔ تارکول۔ دیسی۔ انگریزی و طلسمی سیاہیاں دیا سلائی۔ طلسمی سانپ۔ بلٹنگ پیپر۔ کاغذ۔ واٹر پروف کھمی مار کاغذ۔ جادو کا کاغذ۔ درزی کا کام۔ وارنش یا ہر قسم جرمن سلور۔ نقلی سونا۔ لاکھ۔ جادو کی ٹکیاں۔ گوندکی ٹکیہ۔ جیننگ۔ کافور۔ شنگرف۔ کاغذ کے بٹن۔ پیپرمنٹ ربڑ کی گیند۔ ربڑ کا قلمدان و کھلونے۔ جواہر بھری ٹوکری۔ و دیگر نہایت تحفہ تحفہ ہنر ایک سے ایک بڑھکر۔

خوبصورت جلد قیمت (۸ر)

گنجینہ طبیب احمد اردو (صفحے ۲۸۰) (۱۲ر)

یہ رجسٹری شدہ علم طب کی مشہور قدیم و نادر کتاب ہے۔ اس قدر مقبول عام ہوئی ہے کہ تھوڑے عرصہ میں ساتویں دفعہ مضمون بڑھا کر ولایتی کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ اور سر ورق مثل ولایت کے ہفت رنگ منقش لگایا ہے۔

کتاب کیا ہے دریا کوزہ میں بند ہے۔ اسمیں ۱۳۱ باب ہر مرض کے علیحدہ علیحدہ۔ تشریح جسم انسان۔ ہر مرض کی شناخت بذریعہ قارورہ و نبض۔ انسان کے کل مرضوں کی مفصل تشریح و علاج۔ انگریزی ہندی وزنوں کا نقشہ دھاتوں کے جوہر۔ تیل۔ کشتوں کو زندہ کرنا۔ ادویات کے نام اردو۔ عربی۔ ہندی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہر مرض کے مجرب و تحفہ تحفہ مفید نسخے لکھتے ہیں۔

قیمت مجلد (۱۲ر)

رازطب اکسیر اردو (۲ر)

یہ ایک حکمت کی رجسٹری شدہ بیش بہا تحفہ کتاب ہے۔ جو لوگ حکمت میں طاق ہونا یا پرانے حاذق حکیموں کے زود اثر۔ مجرب نسخے حاصل کرنیکی خواہش ہو۔ یا جنکے اولاد نہیں ہوتی۔ بیٹے کی خواہش بھی دنیا بھر کی خاک چھکے ہوں۔ یا ہزاروں روپے جوگیوں۔ فقیروں۔ سنیاسیوں کی نذر کر چکے ہوں یا بعارضہ نامردی۔ سستی۔ کمزوری۔ مایوس ہوکر زندہ درگور ہوگئے ہوں وہ ضرور اس نایاب کتاب کو خرید کر دلی خواہش پوری کریں۔ **قیمت مجلد (۲ر)**

انگریزی راج۔ چوریکریٹنگی مشین یا فن سُراغ رسانی

خدا کا گھر (۲ر)۔ جوہر تحقیقات (۲ر)۔ دنیا کی سیر۔ خبردار (۲ر)

جوہر مشاہیر (۲ر)۔ انگریزی بول چال (۸ر)۔ جیبی روزگار (۶ر)

انگلش ٹیچر (۲ر)

اس کتاب کے مطالعہ سے بہت تھوڑے عرصہ میں بلا مدد اُستاد انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت گھر بیٹھے حاصل کرو۔ ہر طرح کی بول چال کے فقرات ہر محکمہ اصطلاحی الفاظ۔ ہزاروں محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے مڈل انٹرنس کے برابر خاصی لیاقت ہوجاویگی اور جلدی ہی انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہوجاؤگے۔ **قیمت (۲ر)**

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی یعنی ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۰۸ء

جو مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کو جناب نواب لفٹننٹ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی درسگاہ سے منظور ہوکر شائع ہوا۔ محکمہ دیوانی کے تمام ضروری قوانین کا مفصل حال جنسے سب کو کام پڑتا ہے۔ کوئی بات وکیل سے دریافت کرنی نہ پڑیگی۔ اب تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ **۲۸۰ صفحے کلاں مجلد قیمت ڈیڑھ روپیہ۔**

گلٹ سازی

اسمیں گلٹ کرنے اور ملمع سازی کے تجربہ شدہ نہایت مفید اور آسان طریقے لکھے ہیں۔ نقشے اور تمام ضروری نوٹ دئے ہیں **قیمت (۸ر)**

رنگ سازی (۸ر)۔ چلتا جادو (۴ر)۔ قسمت کے کھیل (۱۲ر)

اعجاز حسن (۸ر)۔ خون ارکان (۸ر)۔ گلبدن (۱۲ر)

کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ بابو غلام احمد قادری کتب خانہ قادریہ۔ لودہیانہ

خریداران

اخبار صحیفہ اور اخبار مدینہ

کو معجز نما حیرت خیز انعام

انعام **تحفہ**

آج ہم وہ حیرت خیز تحفہ معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو محض حیرت خیز ہی نہیں بلکہ متبرک اور معجز نما اور قابل قدر نادرات زمانہ کا بولتا ہوا مجسم اور سچا نمونہ ہے اور اگر آپ منصف مزاج اور حقیقت شناس ہیں تو خود بھی ضرور قدر کرینگے کیا آپ متحیر نہ ہونگے اگر آپ سنیں کہ ایک صاحب کمال نے صرف ایک معمولی چاول کے دانہ پر سورۂ فاتحہ نہایت خوشخط مع بسم اللہ شریف کی تحریر فرما کر ایک زبردست صنعت کی قدر کی درخواست کی ہے اسکا ہر ایک لفظ کاتب کے کمال کا شاہد اور پاکیزگی خط کا مظہر ہے ÷ یہ نایاب تحفہ کیا ہر جگہ نصیب ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہر شخص تعجب کیساتھ اسکا مداح ہے اسکی اصلی قیمت دس روپیہ ہے مگر "اخبار مدینہ" کی خوشی میں ہر شخص کو ایک سال یعنی یکم مئی ۱۹۱۳ء تک صرف عہ میں دیا جائیگا۔ نیز اُن حضرات کو جو اخبار مدینہ اور اخبار صحیفہ دونوں کے خریدار ہونگے یہ متبرک تحفہ مفت نذر کیا جائے اور اُن خریداروں کو جو دونوں اخباروں میں کسی ایک اخبار کو خریدیں گے صرف ایک روپیہ میں ملیگا۔

نیازمند سید محمد الیق حسین قوی سب اڈیٹر اخبار مدینہ بجنور

نذرانہ **ہدیہ**

مطبع مشرق العلوم بجنور باہتمام منشی محمد حسن مینیجر و پرنٹر پبلشر طبع ہو کر شائع ہوا